44

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (الزمر ع ۳)

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں
لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۳۹ آیت ۲۷)

امثال القرآن و تشبیہات القرآن

جس میں قرآن حکیم کی وہ مثالیں اور تشبیہیں جو لوگوں کے سمجھانے کے لئے جابجا کلام الٰہی میں بیان کی گئی ہیں۔ مختلف مقامات سے چن کر اور مضامین کے لحاظ سے عنوان قائم کر کے مع ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے یکجا جمع کی گئی ہیں تاکہ برادران اسلام اس سے فائدہ اٹھا کر نصیحت حاصل کریں۔

مرتبہ
پیرزادہ شمس الدین
مؤلف
(۱) بے پردگی کے نقصانات و اسلامی پردہ کے نشانات (۲) قرآن کی آیتیں اور کام کی باتیں۔
(۳) ادعیۃ القرآن و ادعیۃ الرسول اور ادعیۃ الحج (۴) ختم نبوت (۵) تعزیرات قرآن وغیرہ

بار اول ایک ہزار — جنوری ۱۹۵۷ء — قیمت فی جلد ایک روپیہ

Marfat.com

DATA ENTERED

۲۹۷،۱۲۳
۱۹۹۵
۲۴۰۲

نذرِ عقیدت

چونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے والے اور نہ صرف حضرت مسیحؑ کا باپ بلکہ اُن کی وفات بھی ثابت کرنے والے سر سید احمد خاں مرحوم و مغفور تھے لہٰذا یہ کتاب اُن کے نام نامی پر منسوب کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں سر سید احمدؒ نے انگریزی زبان کے متعلق ایک ایسی تحریک چلائی جس کی بدولت قوم حکمرانی کے درجہ تک پہنچ گئی اور میرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحیت کی ایک ایسی تحریک جاری کی جس سے مسلمانوں میں فرقہ بندی۔ کفر سازی اور دشمنی اور زیادہ بڑھ گئی۔ اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ کس کی تحریک نے قوم کو فائدہ پہنچایا۔

پیرزادہ شمس الدین
شمس منزل
مصری شاہ۔ لاہور

Marfat.com

۲۹۷۵۱۷۴
ش ۱۹۹ ل
7203

فہرست مضامین امثال القرآن وتشبیہات القرآن

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پیش لفظ - قرآنی مضامین مطالب معانی امثال اور تشبیہات پر غور کرنا	۱ تا ۴
	امثال القرآن حصہ اوّل	۵
۱	مومنوں کے ایمان کے مثال	۵
۲	آگ جلانے والے کی مثال	۹
۳	بارش کی مثال	۱۱
۴	مچھر کی مثال	۱۳
۵	راعی کی مثال	۱۶
۶	اللہ کی راہ میں دکھ اٹھا کر جنت میں جانے والوں کی مثال	۱۷
۷	اجڑی ہوئی بستی پر گذرنے والے کی مثال	۱۹
۸	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے ایک دانہ کی مثال	۲۲
۹	نام ونمود کی غرض سے خرچ کرنے والوں کے لئے چٹان کی مثال	۲۳
۱۰	عمدہ پھل دینے والے باغ کی مثال	۲۴
۱۱	جلے ہوئے باغ کی مثال	۲۵
۱۲	حضرت عیسیٰؑ کے لئے حضرت آدمؑ کی مثال	۲۷
۱۳	حق کی مخالفت میں خرچ کرنے والوں کے لئے سخت سرد ہوا کی مثال	۳۲
۱۴	کتّا کی مثال	۳۴
۱۵	چرندوں اور پرندوں کی مثال	۳۵
۱۶	نیکی اور بدی کے اجر کی مثالیں	۳۶
۱۷	آیات ربانی کو جھٹلانے والوں کے لئے کتّے کی مثال	۳۸
۱۸	آیات اللہ کو جھٹلانے والوں کی بری مثال	۴۰
۱۹	باطل معبودوں کی مثال	۴۲
۲۰	دنیا کی زندگی کی پہلی مثال	۴۳
۲۱	دنیا کی زندگی کی دوسری مثال	۴۵
۲۲	" " تیسری مثال	۴۶
۲۳	کافر اور مومن کے لئے اندھے بہرے اور دیکھنے والے و سننے والے کی مثال	۴۸
۲۴	حق اور باطل کی مثال	۵۰
۲۵	جنت کی مثال	۵۱

DATA ENTERED

Marfat.com

۲۶	پاکیزہ درخت کی مثال	۵۴
۲۷	گندے درخت کی مثال	۵۵
۲۸	آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کی بُری مثال	۵۶
۲۹	غلام اور آزاد کی مثال	۶۱
۳۰	گونگے اور بولتے والے کی مثال	۶۳
۳۱	آسودہ حال بستی کی مثال	۶۵
۳۲	رسول اللہؐ کے لیے کافروں کی مثالیں۔	۶۶
۳۳	کافر اور مومن کی مثال	۶۷
۳۴	رسول اللہؐ کی بشریت کی مثال	۷۰
۳۵	باطل معبودوں کی کمزوری کے لیے مکھی کی مثال	۷۳
۳۶	اللہ کے نور کی مثال	۷۵
۳۷	مشرکین کی کمزوری کے لیے مکڑی کی مثال	۷۸
۳۸	غلام اور آقا کی مثال	۷۹
۳۹	گاؤں کے رہنے والوں کی مثال	۸۱
۴۰	اللہ کے لیے کافروں کی مثالیں	۸۲
۴۱	مشرک اور موحد کی مثال	۸۳
۴۲	کافروں کے لیے سزا کی مثالیں	۸۴
۴۳	ابن مریم کی مثال	۸۶
۴۴	قرآن کریم پر عمل کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثالیں	۸۸
۴۵	صحابہ کرامؓ کی مثالیں	۹۰
۴۶	منافقین کے لیے شیطان کی مثال	۹۱
۴۷	تورات پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے گدھے کی مثال	۹۲
۴۸	حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال	۹۳
۴۹	فرعون کی عورت اور حضرت مریم کی مثال	۹۵
۵۰	دوزخ کے اُنیس داروغوں کی مثال	۱۰۱

حصہ دوم تشبیہات القرآن

(۱)	یہودیوں کے دلوں کی سختی کو پتھر سے تشبیہ دینا	۱۰۳
۲	تفرقہ کرنے والوں کی طرح نہ ہو جانا۔	۱۰۶
۳	کافروں کی طرح بزدلی کے الفاظ نہ کہنا	۱۰۸

Marfat.com

۴	اللہ کی رضا کی پیروی کرنے والے کا اللہ کے غضب میں آنے والے کی طرح نہ ہونا۔	۱۱۰
۵	مومنوں کا اللہ کی آیات کا انکار اور اُن پر ہنسی کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے روکے جانا	۱۱۲
۶	حضرت عیسیٰؑ کا مردہ کے مشابہ ہو جانا	۱۱۳
۷	توحید کی سیدھی راہ چھوڑنے والے والے کا بھٹکنے والے مشرک کی طرح ہو جانا	۱۱۶
۸	روشنی کے ساتھ چلنے والے کا اندھیرے میں رہنے والے کی طرح نہ ہونا۔	۱۱۷
۹	عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوانوں سے تشبیہہ دینا	۱۱۹
۱۰	مومنوں کا اُن کی طرح جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا مگر قبول نہیں کرتے نہ ہو جانا	۱۲۲
۱۱	مومنوں کا اڑنے والوں کی طرح نہ ہو جانا۔	۱۲۳
۱۲	اللہ کے سوائے پکارنے والوں کو اُس شخص سے جو اپنے ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلاتا ہے تشبیہہ دینا	۱۲۴
۱۳	باطل معبودوں کا کچھ بھی اللہ کی مخلوق جیسا پیدا نہ کر سکنا۔	۱۲۵
۱۴	کلام اللہ کو سچا ٹھہرانے والے کا اندھے کی طرح نہ ہونا۔	۱۲۸
۱۵	کافروں کے اعمال کو راکھ سے تشبیہہ دینا	۱۳۰
۱۶	پیدا کرنے والے خالق کا پیدا نہ کرنے والے کی طرح نہ ہونا	۱۳۱
۱۷	سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی کی طرح نہ ہو جانا۔	۱۳۳
۱۸	اللہ کا شریک ٹھہرانے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ تشبیہہ دینا	۱۳۴
۱۹	موجودہ کافروں کا پہلے کافروں کی طرح کہنا۔	۱۳۵
۲۰	کافروں کے اعمال کو چمکتی ریت سے تشبیہہ دینا۔	۱۳۸
۲۱	کافروں کے اعمال کو سمندر کے اندھیرے سے تشبیہہ دینا۔	۱۳۹

Marfat.com

۲۲	جنت کا وعدہ پالینے والے کا عذاب پانے والے کی طرح نہ ہونا	۱۴۱
۲۳	مومن کا فاسق کی طرح نہ ہونا	۱۴۲
۲۴	حضرت موسیٰ کو ایذا دینے والوں کی طرح نہ ہو جانا۔	۱۴۳
۲۵	جنتی عورتوں کی آنکھوں کو انڈوں سے تشبیہہ دینا	۱۴۶
۲۶	اللہ کی ذات اور صفات جیسا کسی کا نہ ہونا۔	۱۴۷
۲۷	جہازوں کو پہاڑوں سے تشبیہہ دینا	۱۵۰
۲۸	کافروں کو حیوانوں سے تشبیہہ دینا	۱۵۰
۲۹	قرآنی احکام پر چلنے والے کا اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے کی طرح نہ ہونا۔	۱۵۱
۳۰	منافقوں کا اس شخص سے جس پر موت کی بیہوشی ہو تشبیہہ دیا جانا	۱۵۲
۳۱	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا بخل کرنے والوں کی طرح نہ ہونا	۱۵۳
۳۲	غلمانوں کو موتیوں سے تشبیہہ دینا	۱۵۵
۳۳	جنت کی حوروں کو موتیوں، یاقوت اور مونگا سے تشبیہہ دینا	۱۵۶
۳۴	سخت دل والے لوگوں کی طرح نہ ہو جانا	۱۵۷
۳۵	اللہ کو بھول جانے والوں کی طرح نہ ہو جانا	۱۶۰
۳۶	اللہ کی راہ میں صف باندھ کر جنگ کرنے والوں کو مضبوط دیوار سے تشبیہہ دینا۔	۱۶۱
۳۷	مومنوں کا حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح دین کے مددگار بن جانا۔	۱۶۲
۳۸	مچھلی والے کی طرح نہ ہو جانا	۱۶۴
۳۹	آسمان کا تلچھٹ کی طرح اور پہاڑوں کا اون کی طرح ہو جانا	۱۶۵
۴۰	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہہ دینا۔	۱۶۶
۴۱	نصیحت سے منہ چھپانے والوں کو بدکے ہوئے گدھے سے تشبیہہ دینا	۱۶۷
۴۲	لوگوں کا بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جانا	۱۶۸
۴۳	مسلمانوں کا پہلے حکمرانوں کی طرح حکمران بنایا جانا۔	۱۶۹
۴۴	نیکی کے اونچے درجہ کے کاموں کا بلند درجہ کے کاموں کے برابر نہ ہونا	۱۷۲

Marfat.com

پیش لفظ

۱۔ پاکستان۔ ہندوستان۔ سیلون۔ برہما۔ ملایا۔ چین۔ عدن۔ مصر انگلینڈ۔ جنوبی۔ مشرقی اور مغربی افریقہ۔ زنجبار۔ ماریشس۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور دیگر مختلف ممالک کی سینتیس سالہ سیر و سیاحت کے بعد خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ عموماً اہل اسلام قرآن مجید کو پانچ موقعوں پر کھولتے ہیں۔ ایک تو ثواب کی خاطر تلاوت کرنے کے لئے دوسرے مذہبی بحث و مباحثہ کرنے کے لئے تیسرے قریب المرگ کی جانکنی کے وقت سورہ یاسین پڑھنے کے لئے چوتھے بروز "قل" فوت شدہ لوگوں کو تلاوت کا ثواب پہنچانے کے لئے۔ پانچویں فال نکالنے کے لئے۔

صاف ظاہر ہے کہ برادران اسلام قرآنی مضامین۔ مطالب اور معانی پر کوئی غور نہیں کرتے اور نہ گزشتہ قوموں کی تباہی کے اسباب سے کوئی نصیحت پکڑتے ہیں۔ اور نہ یہود اور نصاریٰ کے ان حالات سے جو کلام الٰہی میں جگہ بہ جگہ مذکورہ ہیں کوئی عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اور نہ قرآنی مثالوں کی طرف کوئی چنداں توجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ مثالوں سے سمجھانے کا

Marfat.com

طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کی تمثیلیں بائیبل پاک، قرآن پاک میں بھی
بہت سی باتیں مثالوں سے بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ دقیق سے دقیق مضامین صاف صاف
ہو جائیں اور لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ چونکہ یہ مثالیں اور تشبیہیں قرآن کریم کی مختلف
سورتوں کے مختلف مقامات پر بیان کی گئی ہیں۔ جو عام طور پر مسلمانوں کی نظروں
سے نہیں گزرتیں لہٰذا وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس مشکل کو مدنظر رکھتے
ہوئے خاکسار نے ایک مختصر سی کوشش کر کے کلام ربانی کی تمام مثالوں اور تشبیہوں
کو مع ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے تاکہ اہل اسلام نہ صرف
اِن کو آسانی سے سمجھ سکیں بلکہ اس آیت وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (القمر ع ۲) "اور البتہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے
آسان کیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے" (۵۴ آیت ۳۲) پر
عمل کرتے ہوئے ان سے نصیحت حاصل کریں۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ وَيَضْرِبُ
اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ ابراہیم ع ۴) "اور اللہ
لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں" (۱۴-۲۵)
(۳) مگر افسوس اکثر لوگ ان مثالوں کا انکار ہی کر دیتے ہیں اور بہت سے گنوار
لوگ جہالت کی وجہ سے نہ تو ان مثالوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان سے کوئی فائدہ
اٹھا سکتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو علم رکھتے ہوئے ان پر غور اور فکر کرتے ہیں۔
جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے (۱) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا

Marfat.com

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (بنی اسرائیل -
ع ۱۰) "اور یقیناً ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی تھیں
مگر اکثر لوگوں کو سوائے انکار کے کچھ منظور نہیں" (۱۷ - ۸۹) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ
جَدَلًا (الکہف ع ۸) "اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر
قسم کی مثالیں بار بار بیان کر دی ہیں۔ اور انسان بہت ہی جھگڑالو ہے۔"
(۱۸-۵۴) وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ
(العنکبوت ع ۴) "اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور انہیں صرف اہل
علم والوں کے اور کوئی نہیں سمجھتا" (۲۹-۴۳)

(۴۱) برادران اسلام اس بات کو بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ فہم قرآن محض "تلاوت کرنے سے کبھی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قرآنی آیات پہ غور اور تدبر کرنے سے ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیات ربانی پر بہرے اور اندھے ہو کر گرنا ایک مومن کی شان کے شایاں نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (الفرقان ع ۶) اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے (۲۵-۷۳) بلاشبہ کلام اللہ کی تعلیم پہ غور و فکر کرنا اور اس کی اشاعت کرنا ہر مسلمان پہ فرض ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ صرف مذہبی پیشوا ہی تبلیغ کریں اور دوسرے مسلمان تبلیغ جیسے اہم فریضہ سے محروم رہیں۔ جبکہ جناب رسالت مآب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو تبلیغ کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جیساکہ اس حدیث ثابت ہوتا ہے عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ عَمْرُوْ اَنَّ النَّبِیؐ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً "بخاری کتاب الانبیاء" حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ گو ایک ہی آیت ہوئے یہ دین کی تبلیغ کا ایک تاکیدی حکم ہے اگر مسلمانوں کا اس پر عمل ہو تو اسلام دنوں میں دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے علاوہ ازیں اللہ کا بھی یہی ارشاد ہے۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ ابراہیم ع ۷) "یہ لوگوں کو کھول کر پہنچا دینا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے ڈرائے جائیں اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہ صرف ایک ہی معبود ہے اور تاکہ خالص عقل والے نصیحت حاصل کریں۔ ۱۳-۵۲)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم کو دنیا میں پھیلایا جائے۔

شمس الدین

مصری شاہ لاہور

مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۷ء

Marfat.com

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (الحشر ۲۴)

اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں (۵۹ آیت ۲۱)

حصہ اوّل

امثال القرآن

(۱) مومنوں کے ایمان کی مثال

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ البقرہ ۲۴) "اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم مان لیں جس طرح بیوقوفوں نے مان لیا یقیناً یہ خود ہی بے وقوف ہیں۔ لیکن نہیں جانتے" (۲-۱۳)

جب جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے رسالت کے عہدے پر مبعوث ہوکر اہل عرب کو یہ تبلیغ کرنی شروع کی کہ باطل معبودوں کو چھوڑ دو کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ ان کی عبادت کی جائے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جو تمام مخلوقات کا خالق اور رازق ہے قابل

Marfat.com

پرستش ہے۔ لہذا اُسے اپنا معبود بنالو اور محمدؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کرلو گویا لا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ماتحت لوگوں سے خدا کی عبادت کرنے
اور اپنی رسالت کی نبوّت کا اقرار لینا شروع کیا تو اُس وقت عرب میں تین گروہ
پیدا ہوگئے۔ پہلا گروہ ۔ مومنوں کا جو علانیہ اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے جیسا
کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا
وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَ
سْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ
رَّبِّھِمْ ج لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۵
(البقرہ ع ۱۶) (مسلمانو!) تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف
اُتارا گیا اور اُس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد
کی طرف اُتارا گیا اور اُس پر جو موسیٰ اور عیسٰے کو دیا گیا اور اُس پر جو نبیوں
کو اپنے رب کی طرف سے دیا گیا ہم اُن میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے
اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں"۔ (۲ آیت ۱۳۶) اب جو شخص ایسے صاف اور
جامع مذہب پر ایمان نہ لائے تو وہ صریح حق کا دشمن ہے کیونکہ اُس مذہب
کو مان لینا جو دنیا بھر کے انبیا علیہ السلام کو نہ صرف راستباز ہی قرار دیتا
ہے بلکہ اُن پر ایمان لانا بھی ضروری ٹھہراتا ہے۔ عین اقتضائے عقل اور
انصاف ہے۔ اور انصاف سے کام نہ لینا صریحاً ظلم ہے۔

Marfat.com

(دوسرا گروہ منافقوں کا جو زبان سے تو ایمان کا اقرار کر لیتے مگر دل سے نہیں مانتے تھے، کیونکہ مصالح دنیوی کو اپنے ایمان پر ترجیح دیتے تھے۔ گویا مصلحت وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پالیسی سے کام لیتے تھے اور جب کبھی انہیں یہ کہا جاتا تھا کہ ایمانداروں کی طرح سچے ایماندار کیوں نہیں بن جاتے تو وہ فوراً یہ جواب دیتے کہ تم تو بیوقوف ہو گئے۔ جو مصلحت وقت کو مدِ نظر نہیں رکھتے۔ کیا ہم بھی تمہاری طرح احمق بن جائیں اور ہمیشہ دو رخی چالوں سے کام لیتے۔ چنانچہ تذبذب اور پریشانی کی حالت میں رہ کر کبھی تو ایمانداروں سے مل جاتے اور کبھی کافروں سے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے"

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿ البقرہ ع ۲﴾" اور جب انہیں ملتے ہیں جو ایمان لائے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ اکیلے ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ان سے ہم صرف ہنسی کرتے ہیں"۔ (۲-۱۴))

حقیقتاً منافقین خود ہی بیوقوف ہوتے ہیں کیونکہ عقل سلیم سے کام نہ لینا اور دنیا دی مال، دولت، عزت، جاہ و جلال کی خاطر اپنے ایمان کا علانیہ اظہار نہ کرنا ہی حماقت ہے چونکہ ایسے لوگ ایمان کی قدر و منزلت کو سمجھ نہیں سکتے اس لئے ان کے سامنے مومنوں کے ایمان کی مثال پیش کر کے

Marfat.com

یہ ہدایت کی گئی کہ اُن جیسا ایمان لاؤ۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ج فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ (البقرہ ع ۱۶) "پس اگر وہ ایمان لائیں اس کی مثل جو تم ایمان لائے تو یقیناً انہوں نے ہدایت پائی اور اگر وہ پھر جائیں تو وہ صرف مخالفت پر ہیں۔ پس اللہ ہی اُن کے مقابلے میں تیرے لئے کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے (۲-آیت ۱۳۷)

نیز اگر دہ کافروں کا جو اللہ اور اُس کے رسول اور قرآن کا کھلم کھلا انکار کرتے تھے اور صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے اور اپنے دماغی قوے اور قوت دلایل سے کوئی کام نہ لیتے تھے اور یہ فطرت کا تقاضا ہے کہ جو شخص کسی اعضاء کو استعمال نہ کرے تو اس کی قوت زائل ہو جاتی ہے گویا وہ عضو بے کار ہو جاتا ہے یہ آیات اس پہ گواہ ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰۤی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ (البقرہ ع ۱) "یقیناً جنہوں نے انکار کیا (یہاں تک) کہ اُن کے لئے برابر ہے کہ تو اُن کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ نہیں مانتے۔ اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر مہر کر دی اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے (۲ آیت ۶و۷) (۲) اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ

Marfat.com

اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً ط فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝ (الجاثیہ ع ۳) "تو کیا تو نے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا اور اللہ نے اُسے (اپنے) علم کی بنا پر گمراہ ٹھہرایا اور اس کے کان اور اُس کے دل پہ مہر لگادی اور اس کی آنکھ پہ پردہ ڈال دیا پس اللہ کے بعد کون اُسے ہدایت دے سکتا ہے تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے (۴۵ - ۲۳) (۱۳) فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ سَمْعُھُمْ وَلَآ اَبْصَارُھُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُھُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ (الاحقاف ع ۳) "سو نہ اُن کے کان اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل کسی کام آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں اُس نے آلیا جس پر وہ ہنسی کرتے تھے۔ (۴۶ - ۲۶)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ ایمان ایسا پختہ اور کامل ہونا چاہیے جو کافروں اور منافقوں کے لئے ایک نیک نمونہ کا کام دے سکے کیونکہ محض زبان سے ایمان کا اقرار کرلینا چنداں فائدہ نہیں دیتا تاوقتیکہ اُسے عملی حالت میں نہ لایا جائے یا اعمال سے اس کا ثبوت نہ دیا جائے۔

(۲) آگ جلانے والے کی مثال

مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَاحَوْلَہٗ

Marfat.com

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّۢ
بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○ (البقرہ ع ۲) "اُن کی مثال اُس شخص کی مثال
کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پھر جب اس (آگ) نے جو کچھ اس کے گرد تھا روشن
کر دیا اللہ اُن کے نور کو لے گیا اور اُن کو اندھیروں میں چھوڑ دیا وہ کچھ نہیں دیکھتے
بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹتے (۲ آیت ۱۷، ۱۸) آگ جلانے والے
کی مثال جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی ہے جو اس زمانہ میں
مبعوث ہوئے جبکہ لوگ کفر و شرک، بدکاری، جھوٹ، مکر و فریب
چوری اور سینہ زوری غرضیکہ ہر قسم کے جرائم اور عصیان میں مستغرق تھے
جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ
یَرْجِعُوْنَ ○ (الروم ع ۵) خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا اُس سے جو
لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا تاکہ انہیں اس کا کچھ مزہ چکھائے جو انہوں
نے کیا۔ شاید وہ رجوع کریں۔ (۳۰ آیت ۴۱) جب رسول اللہ ﷺ نے کفر اور
شرک کی آلائشوں کو جلا کر لوگوں کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا تو منافقوں
اور کافروں نے اُس روشنی سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا کیونکہ اُنہوں نے اس
طاقت کو جس سے انسان سوچتا سمجھتا اور دلائل سے کام لیتا ہے زائل
کر دیا اور یہ اللہ کا قانون ہے کہ جس اعضا سے کوئی کام نہ لیا جائے وہ نکما

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ گویا اللہ اُس کی طاقت سلب کر لیتا ہے" اللہ اُن کے نور کو لے گیا" کے یہی معنی ہیں کہ جب اُن کی قوت دلائل یعنی اندر کا نور جاتا رہا۔ تو پھر وہ اندھیرے میں رہ گئے اور رسول اللہ کی روشنی بھی اُن کے لئے کچھ فائدہ مند نہ ہوئی۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو شخص تمہارے فائدے کی بات کہے اُسے سُنو اور اپنے خداداد قوتوں سے کام لو اور روشنی اور اسباب سے فائدہ اُٹھاؤ۔ کیونکہ جو لوگ وقت پر کام نہیں کرتے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ایمان بھی بغیر نیک کام کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(۳) بارش کی مثال

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ج يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ٥ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ لا وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ البقرہ ع ۲) "یا جیسے بارش (جو) بادل سے (برسی) اس میں اندھیرا اور کڑک اور بجلی ہے۔ ہولناک آواز (ڈر) سے اپنی انگلیاں موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں دیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی نظر کو اچک لے جائے۔ جب کبھی

Marfat.com

وہ اُن کو روشنی دیتی ہے اس میں چلنے لگتے ہیں۔ اور جب اُن پر اندھیرا کرتی ہے ٹھہر جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور اُن کی شنوائی اور اُن کی بینائی کو لے جاتا یقیناً اللہ ہر چیز پہ قادر ہے (۲ آیت ۱۹ و ۲۰)

اس آیت میں اسلام کو بارش سے تشبیہہ دی گئی ہے جیسے بارش میں اندھیرا بجلی اور کڑک ہوتی ہے اسی طرح اسلام پر قائم رہنے کے لئے مخالفین کی ایذا رسانی کا سہنا۔ ارکان اسلام کا ادا کرنا۔ اور جنگوں میں حصّہ لینا بھی ضروری ہے۔ چونکہ منافقین کے لئے یہ بہت مشکل کام تھے اس لئے وہ تذبذب کی حالت میں رہ کر دو رُخی چالوں سے کام لیتے اگر کوئی کامیابی دیکھتے تو کچھ قدم آگے اُٹھاتے اور اگر کافروں کی تکالیف اور جنگ کی مشکلات نظر آتیں تو پھر خوف زدہ ہو جاتے۔ اگر اہل اسلام سے کوئی فائدہ ہوتا تو اُن کی ہاں میں ہاں ملا دیتے۔ اور اگر کُفّار سے کسی نفع کی توقع ہوتی تو اُن سے مِل جانے بہر حال اپنا مطلب نکالنے کی فکر میں رہتے۔ مسجد میں دکھاوے کی نمازیں بھی پڑھ لیتے اور کافروں سے مِل کر عزت کے خواہاں بھی رہتے۔ غرضیکہ منافقین اپنے آپ کو ذیل کی آیات کا مصداق بنا لیتے۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ (النساء ع ۲۰) منافقوں کو خبر دے دے کہ اُن کے لئے دردناک

Marfat.com

عذاب ہے۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ اُن کے ہاں عزت چاہتے ہیں۔ تو عزت سب اللہ کے لیے ہی ہے (۴۔ ۱۳۹) اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ج وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ق لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ (النساء ۱۴۲)

"منافق اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور وہ اُن کو دھوکا بازی کی سزا دے گا۔ اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم درمیان میں پریشان ہیں نہ ادھر کے نہ اُدھر کے" (نساء ع ۲۱ ۱۴۲ و ۱۴۳) اس مثال سے لوگوں کو ایک تو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر انسان کو دینی کام کے لئے کسی قسم کی تکلیف کا اُٹھانا بھی پڑ جائے تو اُسے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ بغیر تکلیف اُٹھائے کوئی کام نہیں ہوسکتا دوسرے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان کو منافق نہیں ہونا چاہیے کہ دل میں تو کچھ عقیدہ رکھے مگر لوگوں کو کچھ اور ہی بتلائے جو صریحاً دھوکا دہی ہے تیسرے یہ بتلایا گیا ہے کہ انسان جس مذہب کو مانے حتّی الوسع اس کے احکام پر کاربند رہے ورنہ مذہب کا ماننا بیکار ہو جاتا ہے

(۴) مچھر کی مثال

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَھَا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ (البقرۃ ع ۳)

"یقیناً اللہ اس بات سے شرم نہیں کرتا کہ کوئی سی مثال بیان کرے مچھر کی یا اس سے بڑھ کر۔ سو جو ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ یہ اُن کے رب کی طرف سے سچ ہے اور جنہوں نے انکار کیا وہ کہتے ہیں اللہ نے اس مثال سے کیا چاہا وہ بہیتروں کو اس سے گمراہ ٹھہراتا ہے اور بہیتروں کو اس سے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ اس سے سوائے فاسقوں کے کسی کو گمراہ نہیں ٹھہراتا (۲-۲۶)

چونکہ منافقین نہ صرف اسلامی مفاد کے خلاف بلکہ خفیہ طور پر منصوبہ بازی سے کام لے کر دین اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کے درپے رہتے تھے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے مسجد ضرار بنائی گئی تھی یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (التوبۃ ع ۱۳)" اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے ضرر اور کفر اور مومنوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مسجد بنائی اور اس شخص کے لئے گھات میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کی۔ اور وہ یقیناً قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ سوائے بھلائی کے کچھ نہ تھا۔ اور اللہ گواہی

Marfat.com

دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں (۹-۱۰۷) جھوٹ بولنا صریحاً منافق کا نشان ہے اس لئے منافقوں کو مچھر کی مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ یہ ایک کمزور سا پتنگا بھی جب کسی کو کاٹنے کے لئے جاتا ہے تو پہلے بھیں بھیں کی آواز نکال کر کاٹتا ہے گویا پہلے اعلان کر دیتا ہے اور پھر حملہ کرتا ہے۔ اور تم انسان ہو کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے خفیہ منصوبے باندھتے ہو گویا تم میں مچھر جتنی بھی جرأت نہیں۔ کہ کھلے بندوں پہلے کوئی اعلان کر سکو چونکہ منافقین مار آستین ہونے کی وجہ سے اتنے خطرناک ہوتے تھے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کے ساتھ جنگوں میں شامل ہو جاتے تھے۔ لہٰذا کافروں اور منافقوں کے ساتھ یکساں طور پہ جہاد کر کے رکھا گیا۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ہ (التوبہ ع ۱۰) اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور اُن کے مقابلہ میں شدت اختیار کر اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے (۹-۷۳)

بلاشبہ تمام مخلوقات اللہ کی ہے جس کی چاہے وہ مثال دے۔ ایک ایماندار کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اُسے اللہ کی طرف سے سچا سمجھتا ہے۔ مگر کافر اس مثال کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ خواہ مشکل مضمون کو بھی مثال سے کہ آسان کر دیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دینی معاملات میں عقلی دلائل سے کوئی کام نہیں لیتا بلکہ خداداد قویٰ کی ایسی طاقت کو استعمال نہ کرنے

Marfat.com

کی وجہ سے زائل کر دیتا ہے اور دین سے بے بہرہ ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے اور فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ جتلایا گیا ہے کہ انسان خفیہ منصوبہ سازی سے کوئی کام نہ لے بلکہ دلیری اور جرأت سے کام لے کیونکہ بغیر آگاہ کیے کسی پر حملہ کرنا نہایت بزدلی کا نشان ہے۔ بقول کسے

پشتہ سے سیکھ شیوہ مردانگی کہ وہ جب قصد خوں کو آئے تو پہلے پکار دے

(۵) راعی کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (البقرۃ ۲۱) اور ان لوگوں کی مثال جو کافر ہوئے ایک شخص کی مثال کی طرح ہے کہ وہ اسے آواز دے رہا ہے جو بجز پکار اور آواز کے کچھ نہیں سنتا۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ عقل سے کام نہیں لیتے (۲-۱۷۱) جب پیغام الٰہی جو ہدایتوں نصیحتوں اور عقل کی باتوں سے بھرا ہوتا ہے لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے تو اکثر لوگ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو کافر ٹھہرا کر حیوانوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور پیغمبر اسلام کو راعی سے حقیقتاً انسان اور حیوان میں مابہ الامتیاز عقل ہے۔ جو لوگ انسان کہلا کر بھی دین کے متعلق اپنے سننے، سمجھنے اور دیکھنے والے قویٰ سے کوئی کام نہیں لیتے وہ حیوانوں کے حکم میں ہی ہیں۔ اس لئے آخر پر انہیں بہرے، گونگے اور اندھے کہا گیا۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ بتلایا گیا ہے کہ انسان کو

Marfat.com

نصیحت کرنے والے کی بات کو توجہ سے سننا چاہیئے اور غور و فکر سے کام لینا چاہیئے۔ اور اُس کی نصیحت آمیز اور مفید باتوں کو اختیار کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اُسی میں انسان کی بہتری ہوتی ہے۔ بلاشبہ نصیحت سے فائدہ نہ اٹھانا بدبختی کا نشان ہے۔

(۶) اللہ کی راہ میں دُکھ اٹھا کر جنت میں جانے والوں کی مثال

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ‌ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ‏

(البقرہ ع ۲۶) "کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تمہیں اُن لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اُنکو سختی اور دُکھ پہنچے اور خوب ہلائے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اُٹھے کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی۔ سنو اللہ کی نصرت قریب ہے" (۲ آیت ۲۱۴)

بلاشبہ جنت کا حاصل کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے ایمانداروں کو بڑے مصائب اور دُکھوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اور بڑی تکالیف اور مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی آزمائشوں اور سختیوں کا صبر سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ‏ (آل عمران ع ۱۴)

Marfat.com

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں کو نہیں جانا جو جہاد کرتے ہیں۔ اور نہ اُن کو جو صبر کرنے والوں کو جانے (۳:۱۴۲)

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (العنکبوت ع ۱) کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے۔ کہ ہم ایمان لائے اور وہ مصائب میں نہ ڈالے جائیں اور یقیناً ہم نے انہیں مصائب میں ڈالا جو ان سے پہلے تھے۔ پس ضرور اللہ انہیں معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور وہ جھوٹوں کو بھی ضرور معلوم کرلیگا (۲۹: ۲،۳)

حقیقتاً مسلمانوں نے بھی اُسی وقت اللہ کی نصرت یعنی کامیابی کا منہ دیکھا جب تمام مصیبتوں، دکھوں اور تکلیفوں کا صبر سے مقابلہ کیا۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے جس میں ایمانداروں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ (الاحزاب ع ۲) اے لوگو جو ایمان لائے

Marfat.com

ہو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر لشکر چڑھ آئے سو ہم نے اُن پر ہوا کو
اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ اُسے جو تم کرتے ہو دیکھتا
ہے۔ جب وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر آ گئے۔ اور جب آنکھوں
میں اندھیرا آ گیا۔ اور دل دہشت سے گویا گلوں تک پہنچ گئے۔ اور تم اللہ
پر مختلف قسم کے ظن کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے۔ اور سخت مصائب
میں ڈالے گئے۔ (۳۳-۹) اس مثال سے ایمانداروں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ
دین کی خاطر اللہ کی راہ میں دُکھ اٹھائے بغیر جنت نہیں مل سکتی۔

(۷) اُجڑی ہوئی بستی پر گذرنے والے کی مثال

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ
هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ
وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا
لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (البقرہ ۲۵۹)

یا اس کی مثال پر (غور نہیں کیا) جو ایک بستی پر گذرا اور وہ ویران تھی۔ اُس کی
عمارتیں گری ہوئی تھیں۔ اُس نے کہا اللہ اسے اس کی موت کے بعد کیسے زندہ
کرے گا۔ سو اللہ نے اُسے ایک سو سال موت کی حالت میں رکھا پھر اسے اٹھایا

Marfat.com

کہا تو کتنا ٹھہرا اس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کوئی حصہ ٹھہرا ہوں کہا بلکہ تو سو سال ٹھہرا بس تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ نہیں سڑا اور اپنے گدھے کو دیکھ اور تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں اور ہڈیوں کو بھی دیکھ ہم انہیں کیونکر اٹھاتے ہیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اس کے لئے بات کھل گئی تو اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲-۲۵۹)

جب یہودیوں پر ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے تباہی آئی اور وہ محکوم ہو گئے۔ اور ان کا شہر بیت المقدس بھی برباد ہو گیا۔ تب حزقی ایل نے اللہ سے التماس کی۔ کہ کتنے عرصہ کے بعد پھر یہ شہر آباد ہو گا۔ اور بنی اسرائیل قوم محکومی سے آزاد ہو گی تو اسے رویا میں دکھایا گیا کہ سو سال کے بعد یہ ویران بستی پھر آباد ہو گی اور اس مردہ قوم میں زندگی کی روح پیدا ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقدس بائبل کی یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔

خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ جس دن میں تمہیں تمہاری ساری بدکاریوں سے صاف کروں گا۔ اسی دن تم کو تمہارے شہروں میں بساؤں گا اور تمہارے ویران مکان بنائے جائیں گے ٥ اور وہ ویران زمین جو سارے راہ گذروں کی نظروں میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی ٥ اور وہ کہیں گے کہ یہ سرزمین جو خراب پڑی تھی باغ عدن کی مانند ہو گئی اور اجاڑ اور ویران اور خراب شہر محصور اور آباد ہوئے ٥ تب غیر قومیں جو تمہارے آس پاس باقی رہی

Marfat.com

ہیں جائیں گی کہ میں خداوند اُجاڑ مکانوں کو تعمیر کرتا ہوں اور ویرانہ کو باغ بناتا ہوں۔ مجھ خداوند نے کہا ہے اور میں ہی کروں گا۔ (حزقی ایل ۳۶ باب ۳۳ تا ۳۶)

اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ سو سال تو ٹھہرا ہے۔ تو یہ اس حقیقت کے اظہار کے لئے تھا۔ کہ اصل غرض تم کو یہ سو سال کی موت کا رویا دکھانے کی یہی ہے کہ تمہاری قوم پر یہ موت سو سال تک رہے گی۔ سو چونکہ تم اپنی قوم کے قائم مقام ہو اس لئے حالت لبث یا حالت موت فی الحقیقت سو سال ہی ہے۔ ہاں تم کو یہ نقشہ ایک رویا میں دکھایا ہے۔ سو دیکھ لو تمہارا کھانا پینا سب اسی طرح موجود ہے اور تمہارا گدھا بھی اسی طرح زندہ موجود ہے (قرآن کریم نے کہیں نہیں فرمایا کہ گدھا مردہ تھا) اس میں یہ اشارہ تھا۔ کہ جس طرح تمہارے کھانے پینے کے سامان اور تمہاری سواری کا سامان اصلی موجود ہے۔ اسی طرح پر تمہاری قوم پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے گی"۔ تفسیر مولانا محمد علی مرحوم)

اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مردہ قوموں کو بھی اُن کے صلاحیت والے اعمال کی رُو سے زندہ کر سکتا ہے۔ اور اُنہیں حکمران بنا سکتا۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (الانبیاء ع ۷)" اور یقیناً ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا۔ کہ زمین

Marfat.com

کے وارث میرے لائق بندے ہوں گے (۲۱-۱۰۵)

بلاشبہ یہ صلاحیت کسی قوم میں اسی وقت آتی ہے جب وہ اپنی کمزوریوں بدکرداریوں اور غلط طریقوں کی اصلاح کرے۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ "یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو (نہ) بدلیں[1] - (۱۳-۱۱) اللہ کا یہی قانون ہے جو شروع سے چلا آرہا ہے۔

(۸) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے ایک دانہ کی مثال

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۵ (البقرع ۳) "ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایک دانہ کی مثال ہے جو سات بالیں اُگائے ہر ایک بال میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے کئی گنا کرکے دیتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔(۲۔ آیت ۲۶۱) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو اس بیج کے بونے سے مشابہت دی گئی ہے جس کے ذریعے ایک دانہ سے سات سو دانے بنتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ خدا کا خزانہ لامحدود اور بے حساب ہے۔ کئی گنا زیادہ دینے سے بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔ اور وہ دینے والوں

---

[1] خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا (حالی)

Marfat.com

کی نیتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ علاوہ ازیں خدا کی راہ میں دینے سے کئی قسم کے دکھ درد اور برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (البقرۃ ع ۳۷) اگر تم خیرات کھلے طور پر دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم اسے چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے اور وہ بعض برائیاں تم سے دور کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے (۲-۲۷۱) اس مثال سے لوگوں کو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

(۹) نام و نمود کی غرض سے خرچ کرنے والوں کیلئے چٹان کی مثال

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرہ ع ۳۵) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ستا کر باطل نہ کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ اور

۲۰۳ —

آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔ سو اس کی مثال اُس صاف چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسے اور اُسے بالکل صاف کر کے چھوڑ دے۔ ان میں سے کچھ بھی نہ پا سکیں گے۔ جو کمایا تھا اللہ کافر لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا (۲ آیت ۲۶۴)

خیرات کرنے کے بعد احسان جتلانے اور ستانے والوں اور دکھاوے کے لئے خرچ کرنے والوں کو ایسی چٹان سے تشبیہہ دی گئی ہے جس پر مٹی ہو اور زور سے مینہ برسنے پر وہ بالکل صاف ہو جائے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے لوگوں کو اُن کی خیرات کا کوئی ثواب نہیں ملتا گویا ایسی خیرات مٹی کی طرح بہہ جاتی ہے۔ اور برکت کا موجب نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایسے شخصوں کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خوش ہو کر انہیں اچھا کہیں اور اُن کے احسانمند رہیں۔ اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو خیرات اللہ اور آخرت پر ایمان نہ رکھتے ہوئے اور اللہ کی رضامندی کے طالب نہ ہوتے ہوئے بانٹی جائے تو وہ اللہ کے برکات اور انعامات کا موجب نہیں ہو سکتی۔ البتہ جو خیرات اللہ کی رضامندی کے لئے دی جائے وہی بابرکت ہوتی ہے

(۱۰) عمدہ پھل دینے والے باغ کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ

Marfat.com

أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ج فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (البقرہ ع ۳۶) اور اُن لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے آپ کو مضبوط رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، اُس باغ کی مثال کی طرح ہے جو اعلےٰ درجہ کی زمین پر ہو پھر اس پر زور کا مینہ پڑے تو وہ اپنا پھل دو چند دے، اور اگر اس پر زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکا مینہ ہی (کافی ہے) اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے (۲-۲۶۵)

یہ مثال اُن لوگوں کے لئے دی گئی ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اپنی قوم کو مضبوط بنانے کے لئے یعنی قوم کی بہبودی پر خرچ کرتے ہیں تاکہ قوم سرسبز ہو کر پھلے اور پھولے۔ صاف ظاہر ہے کہ رفاہ عام کے کاموں میں یعنی خرچ کرنا قوم کی بہبودی اور بہتری کا باعث ہے۔ بشرطیکہ نیت اور موقع ومحل درست ہو۔ کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس غرض کے ماتحت روپیہ خرچ کیا گیا ہے اس مثال سے یہ سکھایا گیا ہے کہ جو خیرات اللہ کی رضامندی حاصل کرنے اور اپنے رشتہ داروں یا اپنی قوم کو مضبوط بنانے کے لئے دی جائے گی۔ وہ اللہ کے انعامات۔ افضال اور اکرام کے حاصل کرنے کا باعث ہو گی۔

(۱۱) جلے ہوئے باغ کی مثال

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَأَصَابَهُ

Marfat.com

الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ (البقرۃ ۲۶۶)

"کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور اسے بڑھاپے نے آلیا ہو۔ اور اس کی اولاد چھوٹی چھوٹی ہو پھر آتے ایک بگولا پہنچے جس میں آگ ہو بس وہ جل جائے۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو (۲-۲۶۶)

ان لوگوں کو جو خوشحال ہیں بھی اپنے مال کو صحیح موقع اور محل پر اور کار خیر میں خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں۔ بلکہ نفسانی خواہشوں پر خرچ کرکے نام و نمود پر مرتے ہیں۔ اور بعد ازاں خالی ہاتھ ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اس باغ سے مثال دی گئی ہے جو عمدہ پھل لاتا ہو مگر آگ سے جل جائے۔ گویا فضول خرچی ایک آگ ہے جس سے گھر تباہ ہو جاتے ہیں اس مثال سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ انسان آسودگی کی حالت میں بھی حسب توفیق اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے اور کفایت شعاری سے کام لیتا رہے تاکہ وہ بڑھاپے کی حالت میں بھی کسی قسم کی مالی تکلیف نہ اٹھانے پائے۔ کیونکہ بڑھاپے کی حالت میں مالی تکلیف کا اٹھانا گویا اپنے آپ کو زندہ درگور کرنا ہے

Marfat.com

(۲۱) حضرت عیسیٰؑ کے لئے حضرت آدمؑ کی مثال

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (آل عمران ع ۶) "بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی مثال کی سی ہے۔ اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے" (۳ - آیت ۵۹)

اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ کی مثال قرار دیا گیا ہے کہ جیسے حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی۔ نہ صرف یہی بلکہ تمام انسان مٹی سے پیدا کئے جاتے ہیں یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ (الروم ع ۳) "اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو" (۳۰ - ۲۰)

بلاشبہ نشان یہی ہے کہ کس طرح مٹی کے اجزا کا خلاصہ در خلاصہ نکل کر ایک انسان بن جاتا ہے۔ چونکہ عیسائی نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کو بلکہ حضرت آدم کو بھی خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے "وہ انوش کا بیٹا تھا۔ اور وہ شیت کا بیٹا تھا۔ اور وہ آدم کا بیٹا تھا اور وہ خدا کا بیٹا تھا" (لوقا ۳ - ۳۸) مگر مسلمان یہ فرق کرتے ہیں کہ حضرت آدم تو مٹی سے اور حضرت عیسیٰؑ نطفے سے پیدا ہوئے

Marfat.com

تھے لہذا حضرت آدمؑ کی مثال دے کر حضرت عیسےٰؑ کے ابن اللہ ہونے کی تردید کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ دونوں ہی مٹی سے پیدا ہوئے اور دونوں ہی انسان تھے کیونکہ مٹی سے تو انسان پیدا ہوتا نہ کہ خدا کا بیٹا۔ اب اس مثال سے یہ فلسفہ بیان کرنا کہ جیسے حضرت آدم کا باپ نہ تھا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰؑ باپ نہ تھا۔ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ اول تو حضرت آدم کی ماںؑ ہی نہ تھی تو باپ کہاں سے ہوتا۔ دوم انہیں کسی عورت نے حمل میں نہیں لیا اور نہ وہ ماں کے پیٹ میں رہے۔ سوئم اور نہ اُن کو کسی عورت نے جنا گویا وہ تولد نہیں ہوئے لہذا اُن کا باپ نہ تھا۔ مگر اس کے بالمقابل حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ کو حمل میں لیا اور وہ ماں کے پیٹ میں رہے اور جنے گئے یعنی تولد ہوئے لہذا اُن کا باپ تھا۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۔ پھر مریم نے اُسے حمل میں لیا اور اُس کے ساتھ الگ ہو کر دور چلی گئی۔ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ج قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ○ پھر درد زہ اُسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوتی (۱۹ - ۲۲ و ۲۳) يَوْمَ وُلِدْتُ جس دن میں پیدا ہوا (۱۹ - ۳۳ مریم ع ۲) وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (البلد ع ۱) اور باپ کی اور جو اُس سے پیدا ہوا (۹۰ آیت ۳)

لہ صاف ظاہر ہے کہ جس کی ماں نہیں ہوتی اُس کا باپ بھی نہیں ہوتا۔ مگر جس شخص کی ماں ہوتی ہے اس کا باپ بھی ہوتا ہے جس سے اُس کی ماں کو حمل ہوتا

Marfat.com

صاف ظاہر ہے کہ جو بچہ حمل کے ذریعے پیدا ہوتا ہے اُس کا باپ ہوتا ہے کیونکہ آدم کی اولاد کا سلسلہ نطفہ سے رکھا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہؐ بھی اسی طریقہ سے پیدا ہوئے۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ۵ (السجدہ ع ۱) اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اُس کی نسل ایک نچوڑ سے ٹھہرائی (یعنی) کمزور پانی میں آجاتا ہے" (۳۲۔ آیت ۷ و ۸) دراصل انسانی پیدائش کے لئے اللہ کا یہی قانون شروع سے چلا آرہا ہے۔ جو کبھی بدلا نہیں جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ابن آدم کہہ کر پکارا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا باپ تھا۔ اور قرآن کریم کے الفاظ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ (اعراف ع ۴) "اے بنی آدم (۷۔ ۳۵) سے بھی سب کا باپ ہی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جو بچہ نطفہ سے پیدا نہ ہو۔ بلکہ روح سے پیدا ہو وہ کبھی ابن آدم نہیں کہلا سکتا۔ مگر افسوس اکثر اہل اسلام مٹی سے پیدا کئے جانے کی مثال کو چھوڑ کر اپنے پاس سے بلا باپ کے پیدا ہونے کی مثال بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ عیسائی اُن دونوں رسولوں کی جو عورتوں کے حمل سے پیدا ہوئے۔ پیدائش کا مقابلہ کرکے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ جو خدا کی خاص قدرت کے حمل سے پیدا ہوئے۔ افضل ہیں۔ بہ نسبت حضرت محمدؐ کے جو عام

Marfat.com

قدرت کے ماتحت انسانی حمل سے پیدا ہوئے مگر اہلِ اسلام اس مقابلہ سے عاجز آ کر یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ حضرت آدم کا باپ نہ تھا۔ حالانکہ وہ عورت کے حمل سے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ بغیر حمل کے ہی پیدا ہو جاتے تو اس صورت میں اُن کا بھی باپ نہ ہوتا۔ مگر یہ نکتہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش بلا باپ کے ماننے والے مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں بیٹھتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عیسائی ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے ان کی تائید کر دیتے ہیں۔ بلکہ یہ کہہ کر کہ حضرت مریمؑ کو بغیر خاوند کے خدا کی خاص قدرت سےؔ[1] حمل ہوا عیسائیوں کے باطل عقیدے کی تائید کر دیتے ہیں۔ کیونکہ عیسائی اس پر آسانی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ جس نے حمل کیا بیٹا اُسی کا تو پھر ایسے مسلمان منہ دیکھتے اور بغلیں جھانکتے ہیں

---

[1] حقیقتاً یہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے جو زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے چنانچہ آج کل کے عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو روح القدس کی قدرت سے حمل ہوا (متی ۱:۱۸) بلاشبہ حضرت مریم کے حمل کو بجائے انسان کی طرف منسوب کرنے کے خدا کی طرف منسوب کرنا گویا اللہ پر افترا کرنا ہے۔ اور جو قوم اللہ پر افترا کرتی ہے۔ وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے "اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اُس کی باتوں کو جھٹلائے ظالم کامیاب نہ ہوں گے" (۶-۲۱) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الانعام ع ۳)

ہی رہ جاتے ہیں۔ ناظرین اس بات کو بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ
اپنی زندگی بھر میں کبھی یہ نہیں فرمایا کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی خاص قدرت سے
حمل ہوا۔ (جو مذہبی راہنما اس بات کا ثبوت قرآن کریم یا صحاح ستہ کی کسی
کتاب یا کسی تفسیر سے دے اسے ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا) بلکہ آنحضرتؐ نے
۹ ہجری میں عیسائیوں کے وفد نجران کو یہ کہہ کر جواب دے دیا۔ اَلَسْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ اِنَّ عِیْسٰی حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَۃُ "کیا تم نہیں جانتے
کہ عیسٰےؑ کو اس کی ماں نے حمل میں لیا جس طرح عورتیں حمل میں لیا کرتی ہیں" (حدیث
رسول اللہؐ۔ تفسیر ابن جریر) اب رسول اللہؐ کے اس جواب کو چھوڑ کر اپنی
طرف سے الگ جواب بنا لینا ایک مومن کی شان کے شایان نہیں ہو سکتا۔ اس
مثال سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ حضرت عیسٰےؑ نہ تو خدا تھے اور نہ خدا کے
بیٹے بلکہ ایک انسان تھے جو انسانی نطفے سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد
ہے۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ (الدہر ۱۶)
"ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا (۷۶ - ۲) اب مسلمانوں کا حضرت
عیسٰےؑ کو اس آیت سے مستثنیٰ قرار دینا سراسر جہالت ہے۔ کیونکہ عیسائی اس سے
یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسٰےؑ انسانی سطح سے بالاتر تھے۔ کیونکہ وہ نطفہ سے
پیدا نہیں ہوئے حالانکہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اس آیت سے
مستثنیٰ نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اللہ کا بار بار اپنا بیٹا بنانے کا انکار کرنا ثابت

Marfat.com

ثابت کرتا ہے کہ اللہ نے حضرت مریم کو اپنی خاص قدرت سے بغیر مرد کے حمل نہیں کیا بلکہ اس نے دوسری عورتوں کی طرح اپنے خاوند سے ہی حمل لیا جیسا کہ رسول اللہؐ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ میں انسانی صفات تھے۔ اگر حضرت مریم کو بغیر مرد کے ہی اللہ نے اپنی خاص قدرت سے حمل کر دیا ہوتا تو پھر حضرت عیسیٰ میں ضرور خدائی صفات ہوتے آخر خدائی حمل کے پیدا شدہ اور انسانی حمل کے پیدا شدہ رسولوں میں کچھ تو نمایاں فرق ہونا چاہیے تاکہ یہ امتیاز ہو سکے کہ یہ رسول خدائی حمل سے پیدا ہوا تھا۔ اگر دونوں رسولوں میں انسانی صفات ہوں تو پھر حضرت مریم کے حمل کو خدا کی طرف منسوب کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا جبکہ تمام عورتوں کو خدا کی قدرت سے ہی حمل ہوتا ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ان کے خاوند نہیں ہوتے یا وہ بغیر مرد کے ہی بچے جن دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں جو چیز اللہ کے ارادے سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ کن فیکون کے کہنے سے ہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ اس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے[1] (۳۶ - ۸۲) (یٰسین ع ۵)

(۱۳) حق کی مخالفت میں خرچ کرنے والوں کیلئے سخت سرد ہوا کی مثال

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ (آل عمران ع ۱۲) "اس کی مثال جو اس دنیا کی زندگی کے متعلق خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ہوا جس میں

---

[1] صاف ظاہر ہے کہ اس چیز کے بنائے جانے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

سخت سردی ہو وہ اُن لوگوں کی کھیتی کو پہنچے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اُسے تباہ کر دے اور اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (۳-۱۱۶)

جو لوگ دنیاوی عیش و عشرت ناجائز نفسانی خواہشات اور دیگر خرافات پر خرچ کرتے ہیں اس کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو لوگ حق کو مٹانے اور باطل کو فروغ دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں اُن کا انجام بھی بہت بُرا ہوتا ہے۔ چنانچہ کفّار نے اسلام کی تباہی کے لئے ایک بڑے بھاری لشکر کی تیاری پر بہت سا روپیہ خرچ کر دیا۔ جسے کھیتی سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ اسے ایک عذاب کی ہوا نے تباہ کر دیا۔ اور دشمنوں کے ہاتھوں میں سوائے حسرت اور ندامت کے اور کچھ نہ آیا۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ع (الاحزاب ع ۲) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب تم پر لشکر چڑھ آئے سو ہم نے اُن پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ اُسے جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے (۳۳-۹)

یہ جنگ احزاب کا واقعہ ہے جہاں دشمن کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ وہ پھر سر نہ اُٹھا سکا۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ حق کے مٹانے اور جھوٹ

Marfat.com

کو پھیلانے اور باطل کو فروغ دینے کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا جائے کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نیک کاموں میں مدد کرنے کی تاکید کی گئی۔

(۱۴) کوّا کی مثال

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۛۚ (المائدہ ع ۵) تب اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدتا تھا تاکہ اُسے دکھائے کہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے کہنے لگا مجھ پر افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ اس کوّے کی مانند ہوتا۔ اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا تب وہ پچھتانے والوں میں سے ہوا۔" (۵-۳۱)

جب حضرت آدم کے بڑے بیٹے قابیل نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو محض حسد کی وجہ سے قتل کر دیا تو پھر وہ اتنا بھی نہ سمجھ سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے تب اللہ نے اس کے سمجھانے کے لئے ایک کوّے کو بھیجا جس نے زمین کرید کر بتلا دیا کہ اسے دفن کر دو۔ بلا شبہ بہت سے کام انسان جانوروں سے بھی سیکھ سکتا ہے بشرطیکہ عقل سے کام لے۔ چنانچہ ہوائی جہاز جانوروں کے اُڑنے پر غور کرنے سے بنائے گئے ہیں۔ اور سب میرین مچھلیوں کے پانی کے اوپر اور نیچے جانے پر غور کرنے سے بنائی گئی ہیں۔ اسی وجہ سے جانوروں پر غور کرنے کا حکم دیا گیا۔ اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ط

Marfat.com

مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ النحل ع ۱۱)
کیا یہ پرندوں کو نہیں دیکھتے جو آسمان کی فضا میں رام کئے ہوئے ہیں اللہ کے سوا کہ
اُنہیں کوئی نہیں تھامتا - اس میں اُن لوگوں کے لئے نشان ہیں جو ایمان لاتے
ہیں (۱۴ آیت ۷۹) اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ط مَا یُمْسِکُهُنَّ
اِلَّا الرَّحْمٰنُ ط اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍۢ بَصِیْرٌ ○ (الملک ع ۲) کیا وہ ۔ نیچے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے
جو (پر پھیلائے ہوئے ہیں) اور سکیڑ بھی لیتے ہیں سوائے رحمٰن اُنہیں کون روک سکتا ہے -
وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے (۶۷ - ۱۹) اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان جانوروں
اور حیوانوں سے بھی کام لے لیا - مگر افسوس مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو گھروں کی چار دیواری
میں بند کر کے انہیں عضو معطل کی طرح بنا دیا - بلا شبہ دونوں کی ذہنیت میں نمایاں فرق
ہے - چنانچہ غیر مسلموں کی یہ ذہنیت ہے کہ ان کی عورتیں ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر یورپ
اور امریکہ جائیں مگر حامیاں رسمی پردہ کی یہ ذہنیت ہے کہ ان کی عورتیں چہرے سے ڈھانک کر رکھیں
تاکہ اُن کو باہر کی ہوا نہ لگنے پائے -

(۱۵) چرندوں اور پرندوں کی مثال

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ
اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ ط (الانعام ع ۴) اور زمین میں کوئی جاندار نہیں اور نہ کوئی پرندہ
جو اپنے دو پروں سے اُڑتا ہے مگر وہ بھی تمہاری طرح جماعتیں ہیں (۶ - ۳۸)
صاف ظاہر ہے کہ جیسے بنی نوع انسان میں خدا کی نماز پڑھنے والا اس کی تسبیح

Marfat.com

کرنے کا مادہ رکھا گیا ہے اسی طرح سے چرندوں اور پرندوں میں بھی جیسا کہ ان آیات
سے ثابت ہوتا ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ
اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل)
"ساتوں آسمان اس کی تسبیح کرتے ہیں اور زمین اور جو کوئی اُن کے اندر ہیں (وہ بھی)
اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو
نہیں سمجھتے (۱۷-۴۴) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ (النور ع ۶) کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اللہ (وہ ہے کہ) اُسی کی
تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں زمین میں ہیں۔ اور پر پھیلائے ہوئے پرند بھی
ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے (۲۴-۴۱) اس مثال سے بنی نوع انسان
کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ دوسرے جاندار بھی تمہاری طرح ہیں۔ خدا نے جو فطرت
اُنہیں دی ہے اُسی کے مطابق چلتے ہیں۔ اور اللہ کی تقدیس اور تسبیح کرتے
ہیں مگر اکثر انسان اشرف المخلوقات ہو کر بھی خدا کی یاد اور اس کی تسبیح سے
منہ موڑتے ہیں۔ حالانکہ اُنہیں بھی اُسی نے پیدا کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ
ایسے لوگ فطری نور کی شہادت کو رد کرتے ہیں جو ایک انسان کے لئے انسانیت
کا نشان ہے۔

(۱۶) نیکی اور بدی کے اجر کی مثالیں

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

Marfat.com

فَلَا یُجْزٰی اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ٥ (الانعام ع ۲۰) جو کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے لیے دس اس کی مثل ہیں۔ اور جو کوئی بدی کرتا ہے۔ تو اس کی مثل ہی اُس کو سزا دی جائے گی۔ اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ (۶۔ ۱۶۱) اللہ بہت وسیع رحمت والا ہے کہ وہ نیکی کا بدلہ تو دس گنا دیتا ہے بلکہ اُس سے زیادہ جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ج (النساء ع ۲۴) "اور اپنے فضل سے اُن کو زیادہ دے گا" (۴۔ ۱۷۳) اور بدی کا بدلہ اُسی کی مثل ہوتا ہے یا اس سے بھی کم اور اگر اللہ چاہے تو بالکل ہی معاف کر دے بشرطیکہ اللہ کی طرف رجوع کر کے اُس کی فرمانبرداری کی جائے۔ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ٥ وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ٥ (الزمر ع ۴) کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ سبھی گناہ بخش دیتا ہے ہاں وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے۔ پھر تمہیں مدد نہ ملے۔ (۳۹ آیت ۵۳۔ ۵۴) اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان نیکی کے کام زیادہ کرے تاکہ وہ زیادہ اجر پانے کا مستحق ہو سکے

Marfat.com

اور اس کی بدیاں بھی مٹ جائیں۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۵ (ھود ع ۱۰) اور دن کی دونوں طرفوں میں اور پہلی رات نماز کو قائم رکھ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے (۱۱۔۱۱۴)

(۱۷) آیاتِ ربانی کو جھٹلانے والوں کے لئے کتّے کی مثال

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۵ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۵ (الاعراف ع ۲۲) ”اور اُن پر اُس شخص کی خبر پڑھ جس کو ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ اُنہیں چھوڑ نکلا تب شیطان اس کے پیچھے لگا سو وہ گمراہوں میں ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُن کے ذریعے سے اس کا مرتبہ بلند کرتے۔ لیکن وہ زمین کے ساتھ لگ گیا۔ اور اپنی خواہش کی پیروی کی۔ سو اس کی مثال کتّے کی مثال کی مانند ہے۔ اگر تو اس پر حملہ کرے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ اُن لوگوں کی مثال ہے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ سو یہ حال بیان کر دے تاکہ وہ فکر کریں (۷ آیت ۱۷۵ و ۱۷۶)

Marfat.com

بلاشبہ تمام لوگوں کو اللہ کی آیات رسول کے ذریعے دی جاتی ہیں تاکہ وہ ان پر عمل کریں جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ یَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ؕ (النساء ع ۲۴) اے لوگو یقیناً تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح کر دینے والا نور (قرآن کریم) نازل کیا ہے۔ سو وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑا تو اُن کو وہ اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور اُن کو وہ اپنی طرف سیدھی راہ پر چلائے گا۔ (۴ آیت ۱۷۵ و ۱۷۶)

جو لوگ اللہ کی آیات پر عمل کریں گے یقیناً اُن کے درجات اور مراتب بلند ہوں گے یہ آیت اس پر گواہ ہے وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ۝ (الانعام ع ۱۶) اور سب کے لیے درجے ہیں اس کے مطابق جو اُنہوں نے عمل کئے اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو وہ کرتے ہیں" (۶۔ آیت ۱۳۳) اور جو لوگ اللہ کی آیات کو کسی نہ کسی رنگ میں جھٹلائیں گے وہی ذلیل و خوار ہوں گے یہ آیت اس پر شاہد ہے وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ ع ۴) اور جنہوں نے انکار کیا اور ہماری باتوں کو جھٹلایا وہی آگ والے ہیں وہ اُسی میں رہیں گے (۲۔ ۳۹)

Marfat.com

کیونکہ اضطراب اور قلق کی حالت میں رہنے کی وجہ سے اُنہیں کبھی بھی اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا خواہ وہ آسودگی کی حالت میں رہیں یا تنگی میں یہی وجہ ہے کہ انہیں کتے سے تشبیہہ دی گئی۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ انسان کو ایمان لانے کے بعد کلام الٰہی کی تکذیب نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ حتی الوسع اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کی آیات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے دنیا اور آخرت میں نقصان ہی اُٹھائیں گے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (القصص ع ۵)" اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (۲۸ آیت ۵۰)

(۱۸) آیات اللہ کو جھٹلانے والوں کی بُری مثال

سَآءَ مَثَلًا اِۨلْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

(الاعراف ع ۲۲) ان لوگوں کی مثال بُری ہے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اپنے آپ پر ہی وہ ظلم کرتے ہیں (۷ آیت ۱۷۷) بلاشبہ کلام ربانی بنی نوع انسان کی بہبودی اور بہتری کے لیئے نازل کیا جاتا ہے اس کا جھٹلانا تین طرح پر ہو سکتا ہے۔ ایک تو کلام الٰہی کے قبول کرنے سے ہی انکار کر دینا دوسرے کلام اللہ کو قبول تو کر لینا مگر مختلف وجوہ کی بنا پر اس پر عمل نہ کرنا تیسرے اللہ کی آیات کی ایسی غلط اور بے جا تاویلات کرنا جن سے کلام خدا میں نقیضین یعنی اجتماع ضدین پیدا کر دینا حالانکہ کلام الٰہی میں کوئی اختلاف نہیں

Marfat.com

پیدا کر دینا اور قرآن مجید کی حقیقی تعلیم سے نہ صرف خود علیحدہ ہو جانا بلکہ اپنی قوم کو بھی الگ کر دینا بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم ؎

زمن بر صوفی و ملا سلامے کہ پیغام خدا گفتند ما را

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبریل و مصطفیٰ را

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ نہ تو اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت عیسےٰ کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا۔ اور نہ جبرئیل نے یہ کہا کہ میں حضرت عیسےٰؑ کو آسمان پر لے گیا۔ اور نہ ہی رسول اللہ نے کبھی یہ فرمایا کہ حضرت عیسےٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے۔ مگر مذہبی راہنما اب بھی ایسی بے تکی تاویلوں کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں کوئی اصلاح نہیں کر سکتے۔ یقیناً مسلمانوں کے زوال کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ وہ مذہبی لیڈروں کی اُن غلط تاویلات پر جن سے قرآن مجید کی حقیقی تعلیم کو بدلا گیا ہے عمل کرتے ہیں حالانکہ ایسی کمزور سا اور رکیک تاویلیں کرنے والے اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنا کر قوم کو تباہی کے گڑھے میں ڈالتے ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿ (ابراہیم ع ۵)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدلا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اُتارا (۱۴ - ۲۸)

اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو انسان اللہ کی آیات کو کسی نہ کسی طرح جھٹلائے وہ اللہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ خود ہی نقصان اٹھاتا ہے

Marfat.com

والی آیت جس میں یہودیوں کا ذکر کیا گیا ہے اس پر گواہ ہے۔ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ (البقرہ ع ۶) اور اُنہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتے رہے (۲ - ۵۷)

(۱۹) باطل معبودوں کی مثال

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (الاعراف ع ۲۴) "وہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں سو اُن کو پکارو تو چاہیے کہ تم کو جواب دیں اگر تم سچے ہو (۷ آیت ۱۹۴)

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو خدا کر کے پکارا جاتا ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں گرچہ وہ فوت ہو چکے ہیں جیسے تم نطفہ سے پیدا ہوئے اسی طرح وہ بھی۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ (المومنون ع ۱) "اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا پھر ہم نے اُسے ایک مضبوط ٹھہرنے کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا (۲۳ - ۱۲ و ۱۳) یقیناً حضرت مسیح بھی نطفہ کی شکل میں رہے۔

صاف ظاہر ہے کہ اپنے جیسے پیدا شدہ انسان کو اپنا معبود بنانا گویا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا آیت سے عیسائیوں کے اس عقیدے کی کہ حضرت مسیح روح القدس کی قدرت کے حمل سے پیدا ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

خدا اور خدا کا بیٹا تھا تردید کی گئی ہے چنانچہ متی کی انجیل ۱۳ باب ۵۵ و ۵۶ آیات میں حضرت مسیح کے متعلق صاف لکھا ہے "کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب، یوسف، شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں" اگر حضرت مسیح بغیر نطفہ کے ہی پیدا ہو جاتے تو پھر عیسائیوں کے ہاتھوں میں اُس کی خدائی کی یہ دلیل ہو جاتی کہ وہ روح القدس کے حمل سے پیدا ہونے کی وجہ سے انسانی سطح سے بالاتر تھے۔ لہٰذا وہ خدا اور خدا کا بیٹا۔ اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اپنے جیسے پیدا شدہ کھاتے پیتے ہگتے موتتے انسانوں کو خدا نہ ٹھہراؤ اور نہ انہیں پکارو۔

خدا جانے مسلمانوں کو حضرت مسیح کا نطفہ سے بنایا جانا کیوں اتنا ناگوار گذرتا ہے کہ لڑائی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ آنحضرت ؐ کو پیدائش کو نطفہ سے ہی مانتے ہیں۔ اور کلمہ بھی انہی کا پڑھتے ہیں۔ مگر فضیلت حضرت مسیح ؑ کو دیتے ہیں۔ بلاشبہ عقل کا گھاٹا ہے۔

(۲۰) دنیا کی زندگی کی پہلی مثال

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

Marfat.com

حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ط کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ہ (یونس ع ۳) دنیا کی زندگی کی مثال صرف پانی کی طرح ہے جسے ہم بادل سے اُتارتے ہیں پھر اس سے زمین کا سبزہ مل جاتا ہے جسے لوگ اور چارپائے کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین اپنا سنگار کر لیتی ہے۔ اور خوبصورت بن جاتی ہے۔ اور اس کے مالک سمجھتے ہیں کہ وہ اس پر پوری طاقت رکھتے ہیں۔ ہمارا حکم رات یا دن کو اس پر آتا ہے تو ہم اُسے کٹی ہوئی کھیتی (کی طرح) کر دیتے ہیں گویا کل وہ تھی ہی نہیں۔ اسی طرح ہم باتوں کو ان لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتے ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔ (۱۰ آیت ۲۴)

دنیا کی زندگی کو پانی سے تشبیہہ دی گئی ہے جس میں ایک نکتہ تو اس کی بےثباتی اور جلد فنا ہو جانے کے متعلق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ پانی سے ہی کھیتی چند دنوں میں سرسبز ہو کر خوب پھولتی پھلتی ہے مگر اس کے بعد اپنی رونق دکھا کر بہت جلد خشک ہو جاتی ہے اُسی طرح انسان کی پیدائش بھی پانی سے رکھی گئی ہے اور وہ بھی لڑکپن اور بہار جوانی کے دن دیکھ کر آخر بوڑھا ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور دوسرا نکتہ یہہ پایا جاتا ہے کہ جب زمین کی پیداوار بہت ہو جاتی ہے تو لوگ اتنے آسودہ اور خوشحال ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف خدا کی نعمتوں کو بھول جاتے ہیں بلکہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آسودگی اور خوشحالی اُن کی اپنی طاقت۔ لیاقت اور علم کے ذریعے

Marfat.com

سے ہے تو اس وقت اللہ تبارک تعالیٰ اپنی نعمتوں کو چھین کر اپنی قدرت کا دوسرا نظارہ بھی دکھا دیتا ہے تاکہ انسان سمجھ لے کہ اس کی طاقت سب طاقتوں سے اوپر نہیں بلکہ وہ کوئی اور عظیم الشان طاقت ہے جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اس مثال سے یہ تبلایا گیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے لہٰذا اس میں دل نہ لگائیے بلکہ اسے بطور ایک مسافر خانہ کے سمجھئے کہ آیا اور گیا۔

(۲۱) دنیا کی زندگی کی دوسری مثال

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ؕ (الکہف ع ۶)" اور ان کے لیے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر اس کی مثال پانی کی طرح ہے جو ہم بادل سے برساتے ہیں تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی رل مل کر نکل جاتی ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے جسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے (۱۸-۴۵) اس مثال میں دنیا کے مال و متاع۔ اولاد اور دیگر اسباب و سامان کو سبزی سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک وقت کیسی خوش نما ہوتی اور لہلہاتی ہے اور دوسرا وقت آتا ہے کہ خشک ہو کر چورا چورا ہو جاتی ہے اسی طرح دنیا کی شان و شوکت مال و دولت زیب و زینت، جاہ و جلال چند روز بہار دکھاتے ہیں اور پھر کچھ عرصے کے بعد ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ البتہ نیک اعمال باقی رہتے ہیں جو انسان کو آخرت کی زندگی میں کام آئیں گے اور جن ....

Marfat.com

سے اللہ کا قرب حاصل ہوگا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۝ (الکہف ع ۶) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہے اور باقی رہنے والے اچھے عمل تیرے رب کے نزدیک بدلے میں بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی بہت اچھے ہیں (۱۸-۴۶)

اس مثال سے ایک تو یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان رفاہ عام کے کاموں کی طرف زیادہ توجہ دے تاکہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کار خیر کا اُسے ثواب ملتا رہے دوسرے یہ بتلایا گیا ہے کہ دنیا میں انقلابات بہت ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ بتلایا گیا ہے کہ ان تمام انقلابات کا کوئی لانے والا بھی ہے جو بڑے اعلے درجہ کا منتظم اور حکمت والا ہے

(۲۲) دنیا کی زندگی کی تیسری مثال

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (الحدید ع ۳) جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور زینت اور آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر کثرت چاہنا ہے۔ بارش کی مثال کی طرح جس کا سبزہ

Marfat.com

کسانوں کو خوش لگتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتا ہے تو اُسے زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے (۵۷-۲۰)

اس آیت میں دنیا کی زندگی کا نقشہ خوب کھینچا گیا ہے چنانچہ آجکل اکثر لوگ کھیلوں اور تماشوں میں بہت حصہ لیتے ہیں اور حتی الوسع سینما کے دیکھنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور زیب و زینت بھی خوب کرتے ہیں کلین شیو اور ڈبل ڈریس ہو کر باہر جاتے ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ مال و دولت اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جائیں گویا اپنی زندگی کا مقصد دنیا ہی بنا لیا اور خدا کی یاد سے اتنے غافل ہو گئے کہ مرتے دم تک اسی ہوس میں مبتلا رہتے ہیں۔ گویا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنا لیتے ہیں۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ سورۃ (التکاثر ع ۱) "کثرت مال کی خواہش نے تمہیں غافل کر رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبروں کو دیکھتے ہوئے (۱۰۲-۱ و ۲)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ دنیا کی چیزیں فانی ہیں لہذا ایسی فانی چیزوں کی خاطر انسان کو خدا کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ آڑے وقت یہی کام آئے گی۔ حقیقتاً جو لوگ آخرت کی زندگی سے غافل رہ کر اس دنیا کی زندگی میں ہی مستغرق رہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بتلایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان

Marfat.com

ہے اور اصل چیز اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے ان کے حاصل کرنے کے لئے انسان کو کوشش کرنی چاہئے۔ دراصل دنیا کی زندگی صرف وہی بری ہے جو خدا کی یاد سے غافل کر دے

(۲۴) کافر اور مومن کے لئے اندھے و بہرے اور دیکھنے سننے والے کی مثال

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ٥ (ھود ع ۲) "ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسا اندھا اور بہرا اور دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا دونوں کی حالت یکساں ہے تو کیا پھر تم غور نہیں کرتے" (۱۱-۲۴)

بلاشبہ خدا کو ماننے والا اور خدا کا انکار کرنے والا کبھی یکساں نہیں ہو سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے خداداد قوتوں کو کام میں لاتا ہے وہ ضرور خدائی ہستی کا قائل ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنی بصارت اور سماعت سے کام نہیں لیتا وہ اپنے پیدا کرنے والے کا ہی منکر ہو جاتا ہے۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ (یونس ع ۴)

"اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تو بہروں کو سنائے گا گو وہ عقل سے کام نہ لیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو تیری طرف نظر اٹھاتے ہیں

Marfat.com

تو کیا تو اندھوں کو راہ دکھائے گا۔ گو وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں" (۱۰ آیت ۴۲-۴۳)

صاف ظاہر ہے کہ جو دلائل سے کام لیتا ہے وہ زندہ ہے اور جو دلائل سے کام نہیں لیتا وہ مردہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ط (الانفال ع ۵)

"تاکہ جو ہلاک ہوتا ہے وہ کھلی دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ ہوتا ہے وہ کھلی دلیل سے زندہ ہو" (۸-۴۲) یہی وجہ ہے کہ اندھا و دیکھنے والا اور مردہ و زندہ برابر نہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ (فاطر ع ۳) "اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہ زندے اور مردے برابر ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سناتا ہے اور تو انہیں سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہیں (۳۵ آیت ۱۹ تا ۲۲) اسی طرح کفر اور ایمان نیکی و بدی برابر نہیں اور نہ عقل والے اور کم عقل برابر ہیں۔ کیونکہ قرآن بھی انہیں کو ڈرا سکتا ہے جو زندہ ہیں یعنی دلائل سے کام لیتے ہیں اور کفر پر اصرار نہیں کرتے یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ

Marfat.com

مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٥ (یٰسٓ ع ۵) یہ صرف نصیحت اور کھول کر بیان کرنے والا قرآن ہے، کہ اُسے ڈرائے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت قائم ہو (۳۶ - ۶۹ و ۷۰) ظاہر ہے کہ جو شخص کچھ بھی عقل سے کام لیتا ہے وہ قرآن کی نصیحت سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان دلائل سے کام لے کیونکہ عقل و سمجھ سے کام نہ لینا گویا اپنے آپ کو حیوان بناتا ہے۔

(۴۳) حق اور باطل کی مثال

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ

(الرعد ۱۳ ع ۲) وہ بادل سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر نالے اپنے اپنے اندازے کے موافق بہ نکلتے ہیں۔ پس سیلاب جھاگ کو اوپر اُٹھا لیتا ہے۔ اور اُس میں جسے آگ میں تپاتے ہیں زیور یا سامان بنانے کے لئے اسی طرح جھاگ ہوتا ہے اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال دیتا ہے سو جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے زمین میں ٹھہرا رہتا ہے اسی طرح

Marfat.com

اللہ مثالیں بیان کرتا ہے (۱۳ آیت ۱۷)

اس مثال میں باطل کو جھاگ سے اور پانی کو حق سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ جیسے پانی سے مخلوقات کو زندگی ملتی ہے اسی طرح لوگوں کو حق کے ملنے سے بھی رجھاگ کے اُوپر آجانے سے یہ مراد ہے کہ کبھی باطل بھی اُدہر نظر آتا ہے مگر وہ کارآمد نہ ہونے کی وجہ سے حق کے مقابلے میں قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (بنی اسرائیل ع ۹) اور کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ۱۷ آیت ۱۸)

مگر پانی جو لوگوں کے لئے بطور حق کے نفع رساں ہوتا ہے۔ ٹھہرا رہتا ہے اور ہر ایک شخص اپنی استعداد کے مطابق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس مثال سے یہ تبلایا گیا ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زیادہ مدت تک دنیا میں رہتا ہے یعنی اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

(۲۵) جنّت کی مثال

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ط تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ق وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○ (الرعد ع ۵) "جنّت کی مثال جس کا وعدہ متقیوں کو دیا گیا ہے (یہ ہے) اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اُس کے

Marfat.com

پھل ہمیشہ رہیں گے۔ اور اس کا سایہ یہ اُن کا اچھا انجام ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور کافروں کا انجام آگ ہے (۱۳- ۳۵)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ط فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ج وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ج وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ج وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ط كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ٥ (محمد ۴۷)

"اس جنت کی (ایک) مثال ہے جس کا وعدہ متقیوں کو دیا جاتا ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں، جو بگڑتا نہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزا نہیں بدلتا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذت ہے اور صاف کئے ہوئے شہد کی نہریں ہیں۔ اور اُن کے لئے اس میں سب قسم کے پھل اور اُن کے رب کی طرف سے مغفرت ہے رکیا اس کے رہنے والے) اُن کی مثل ہیں جو آگ میں رہنے والے ہیں اور انہیں اُبلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ تو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (۴۷ آیت ۱۵)

مذکورہ بالا آیات میں جنت کی نعمتوں کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایسا پانی ہے کہ اس میں بُو کا نام نہیں۔ ایسا دودھ ہے کہ اس کا ذائقہ بدلتا نہیں ایسی شراب ہے جو لذت ہی لذت ہے۔ یعنی نہ اس کے مزہ میں نقص یا بگاڑ ہے نہ اس کا نتیجہ سکر ہے ایسا شہد ہے جس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں۔ اور سب قسم کے پھل ہیں اور

Marfat.com

اللہ کی مغفرت۔ خمر کے لفظ سے یہ خیال کر لینا کہ اسی دنیا کی شراب وہاں ہو گی صحیح نہیں۔ یہ خمر وہی ہے جس کو دوسری جگہ شراباً طہوراً کہا گیا ہے۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ (الدھر ع ۱) "اور اُن کا رب اُنہیں پاک کرنے والی پینے کی چیز پلائے گا (۷، ۲۱) صاف ظاہر ہے کہ ایسی شراب پینے سے برے خیالات نہیں آئیں گے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝ والصّٰفّٰت ع ۲) "اُن میں ایک پیالہ پھرایا جائے گا۔ صاف سفید شراب پینے والوں کے لئے لذت والا نہ اس میں ہلاکت ہو گی اور نہ وہ اُس سے متوالے ہوں گے (۳۷ آیت ۴۵ تا ۴۷)

اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان نیکی کے کام کرے اور تقویٰ کی راہوں پر چلے تاکہ وعدہ شدہ جنت کا وارث ہو سکے جس کے لئے مندرجہ ذیل اوصاف کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى

Marfat.com

صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المؤمنون ع ۱) "مومن یقیناً کامیاب ہیں (۱) جو اپنی نمازیں عاجزی کرنے والے ہیں (۲) اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں (۳) اور جو پاکیزگی کے لئے کام کرنے والے ہیں (۴) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا (اپنی نکاح شدہ) لونڈیوں سے تو وہ ملامت کئے گئے نہیں لیکن جو اس سے آگے نکلنا چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ (۵) اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں (۶) اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں یہی وارث ہیں وہ فردوس کو ورثہ میں لیتے ہیں وہ اسی میں رہیں گے (۲۳ آیت ۱ تا ۱۱) وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ ...... أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (المعارج ع ۱) "اور جو اپنی شہادتوں پر قائم ہیں (۶) ... یہی باغوں میں عزت والے ہیں" (۷۰: ۳۳، ۳۵)

(۲۶) پاکیزہ درخت کی مثال

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِإِذْنِ رَبِّهَا ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ابراھیم ع ۴) کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے اچھی بات کی مثال کس طرح بیان کی ہے۔ جیسا کہ ایک پاکیزہ درخت اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں

Marfat.com

آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل ہر موسم میں دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۱۴-۲۴، ۲۵) اس مثال میں اچھی بات کو پاکیزہ درخت سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جیسے اس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے اور شاخیں بلند ہوتی ہیں اور وہ خوب پھل لاتا ہے اسی طرح نیک بات کی جڑ بھی مضبوط ہوتی ہے اور وہ دور تک پھیل جاتی ہے اور اس کے نتائج بھی ہمیشہ اچھے نکلتے ہیں۔ اس مثال سے انسان کو اعمال صالحہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو ان آیات کا مصداق بنا سکے۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط (البقرہ ع ۱۸) "اور ہر ایک کے لیے ایک طرف ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے پس نیکیوں کو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر لو (۲-۱۴۸) إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ط (فاطر ع ۲) اُسی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے (۳۵-۱۰) اب یرفعہ کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیتا ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کے درجات بلند کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی صفت رفیع الدرجات ہے (المومن ع ۲) (۴۰-۱۵)

(۴۷) گندے درخت کی مثال

مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۵ (ابراہیم ع ۴) بری بات کی مثال

Marfat.com

گندے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے ہی اُکھاڑ پھینکا جائے۔ اس کو کچھ بھی قرار نہیں (۱۴۔ ۲۶) اس آیت میں بُری بات کو گندے درخت سے تشبیہہ دی گئی ہے کیونکہ بُری بات کی جڑ بھی مضبوط نہیں ہوتی چنانچہ مشہور قول ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور بُرے کاموں کا نتیجہ بھی ہر حال میں بُرا ہی نکلتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس مثال سے لوگوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ بُرے کاموں سے بچتے رہیں کیونکہ بُرائی انسان کو ذلت اور خواری میں مبتلا کر دیتی ہے اور انجام کار دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں نیک کام کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

(۲۸) آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کی بُری مثال

لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ۭ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (النحل ع ۷) جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کی بُری مثال ہے۔ اور اللہ کی مثال نہایت بلند ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۱۶: ۶۰)

آخرت پر ایمان نہ لانے والے مشرکین کی بُری مثال یہ تھی کہ وہ اللہ کی طرف بیٹیاں منسوب کرتے تھے حالانکہ خود اُن سے عار کرتے تھے۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ کَظِیْمٌ ۝ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِکُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ (النحل ع ۷)

Marfat.com

"اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ پاک ہے اور اُن کے لیے ہے جو وہ چاہتے ہیں اور جب اُن میں سے ایک کو لڑکی کی خبر دی جاتی ہے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھرا ہوتا ہے وہ اس خبر کی بُرائی ہے جو اُسے دی جاتی ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کیا اُسے ذلت کے ساتھ لیے رہے گا یا اُسے مٹی میں گاڑ دے سنو بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں (۱۶ - ۵۷ تا ۵۹)

اللہ نے اُن کی اس بُری مثال کی تردید کر دی جس پہ یہ آیات شاہد ہیں۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (والصّٰفّٰت ع ۵) "پس ان سے پوچھ کیا تیرے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ موجود تھے دیکھو وہ اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ (۳۷ آیت ۱۴۹ تا ۱۵۲) علاوہ مشرکین کے اہل کتاب بھی بیٹوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ آیت اس پہ گواہ ہے

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدہ ع ۵)

"اور یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ

Marfat.com

اُن کے منہ کی باتیں ہیں یہ ان کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے۔ اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے اُلٹے پھرے جاتے ہیں (۹ - ۳۰)

اس آیت کے اِن الفاظ "یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا بیٹا ٹھہرانے کے متعلق ان کی باتوں میں کوئی صداقت نہیں۔ بلکہ اللہ پہ افتراء کرتے ہیں۔ بلا شُبہ اللہ کی شان نہایت بلند اور اعلےٰ ہے کیونکہ وہ اولاد یعنی بیٹا اور بیٹی سے پاک ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی جوڑا نہیں۔ جیسا کہ اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الانعام ع ۱۳) " اور اللہ کے لیے جن شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ اُس نے اُن کو پیدا کیا اور اس کے لیے بے علمی سے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کر دیئے ہیں۔ وہ پاک ہے اور اس سے بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ اس کی کوئی جورو نہیں اور اس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۶: ۱۰۱ و ۱۰۲)

جب اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اُس کے ہاں بغیر جوڑے کے بیٹا نہیں ہو سکتا تو پھر حضرت مریمؑ کی مجال ہے کہ بغیر جوڑے کے بیٹا جن دے کیا وہ خدا سے بڑھ کر قادر ہے یہ کبھی ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کے قانون کے سراسر خلاف ہے۔

Marfat.com

نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ (الفرقان ع ۱) "وہ وہی ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ پھر اس کے لئے ایک اندازہ ٹھہرایا (۲۵ - ۲) لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ ع ۲) اس کی مثل کوئی چیز نہیں (۴۲ آیت ۱۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (الاخلاص ع ۱) کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں (۱۱۲ - ۱ تا ۴)

جب مخلوقات اپنے خالق کے برابر نہیں ہو سکتی تو پھر خالق حضرت مریم کو حمل کیوں کرے کیونکہ وہ تو اس کی بیوی نہیں۔ انسان کا جوڑا تو انسان ہی ہو سکتا یہ آیت اس پر شاہد ہے وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (النبا ع ۱) اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا (۷۸ - ۸) صاف ظاہر ہے کہ حضرت مریمؑ کا بھی جوڑا تھا۔ کیونکہ خدا بھولنے والا نہیں۔ خالق تو ہمیشہ خلق کرتا ہے حمل کبھی نہیں کرتا کیونکہ حمل کرنے سے وہ صاحب اولاد ہو جاتا ہے جو خدا کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ یہ اس کی صفات بے نیازی اور واحدانیت کے خلاف ہے لہذا ایسی حالت میں حمل اور اس سے پیدا شدہ لڑکے کو خدا کی طرف منسوب کرنا سراسر جہالت

Marfat.com

اور شرک تھے کیونکہ ایسا پیدا شدہ لڑکا اس کا شریک ہو جاتا ہے جو خدا کو منظور نہیں یہی وجہ ہے کہ کسی عورت کو بغیر مرد کے حمل نہیں ہوتا چنانچہ نکاح کی غرض بھی یہی رکھی گئی ہے۔ اگر کسی عورت کو بغیر نکاح کرنے کے ہی حمل ہو جاتا تھا تو پھر اُسے نکاح کے حکم سے مستثنےٰ کر دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اب کسی عورت کو نکاح کرنے سے مستثنےٰ نہ کرنا صاف ثابت کرتا ہے کہ کسی عورت کو بغیر نطفہ کے حمل نہیں ہو سکتا کیونکہ عورتوں کو مردوں کی کھیتی قرار دیا گیا ہے اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ حمل اور اولاد کو خدا کی طرف منسوب کرنا اس کے صفات اور اقوال کے خلاف ہے کیونکہ اس سے دنیا میں شرک اور کفر پھیلتا ہے۔ جس پر عیسائیوں کی مثال گواہ ہے جو حضرت مریمؑ کے حمل کو روح القدس کی طرف منسوب کرکے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا ٹھہراتے ہیں اور اہل اسلام بھی یہ کہہ کر کہ حضرت مریم کو خدا کی خاص قدرت سے بغیر مرد کے حمل ہوا اُن کی تائید کرتے ہیں مگر ایسے حمل سے پیدا شدہ لڑکے کو خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے حالانکہ حمل اور بیٹے کے تعلقات ایسے گہرے ہوتے ہیں کہ کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتے کہ حمل کا کرنے والا تو کوئی اور ہو مگر بیٹا کسی دوسرے کا کہلائے صاف ظاہر ہے کہ جس نے حمل کیا بیٹا اُسی کا ہونا چاہیئے۔ مگر یہ نکتہ ایسے مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں بیٹھتا۔ خدا جانے ایسے مسلمانوں کے لئے بیٹے کو اللہ کی طرف منسوب کرنے میں کون سا امر مانع ہے۔

Marfat.com

(۲۹) غلام اور آزاد کی مثال

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ یَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۱)

"اللہ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو (دوسرے کے) اختیار میں ہے کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنے ہاں سے اچھا رزق دیا ہے سو وہ اس سے چھپا کر اور ظاہر خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۱۶-۷۵)

اس آیت میں بتوں اور باطل معبودوں کو غلام بے اختیار سے تشبیہہ دی گئی ہے جو اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا (المائدہ ع ۱۰) کہہ کیا تم اللہ کے سوائے اس کی عبادت کرتے ہو جس کو نہ تمہارے نقصان کا اختیار ہے اور نہ نفع کا (۵-۷۶) چنانچہ حضرت مسیح کو بھی کوئی اختیار نہ تھا۔ انجیل کی یہ آیات اس پر شاہد ہیں۔

اُس وقت زبدی کے بیٹوں کی ماں نے اپنے بیٹوں کے ساتھ اُس کے سامنے آ کر سجدہ کیا اور اُس سے کچھ عرض کرنے لگی ۵ اُس نے اُس سے کہا کہ تو کیا چاہتی ہے؟ اُس نے اُس سے کہا۔ فرما کہ یہ میرے دو بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیری دہنی اور

Marfat.com

ایک تیری بائیں طرف بیٹھے ہ یسوع نے جواب میں کہا تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو۔ جو پیالہ میں پینے کو ہوں کیا تم پی سکتے ہو، انہوں نے اس سے کہا۔ پی سکتے ہیں ہ اس نے ان سے کہا میرا پیالہ تو پیوگے۔ لیکن اپنے دہنے بائیں کسی کو بٹھا دینا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا انہیں کے لیے ہے ہ (متی باب ۲۰ آیات ۲۰ تا ۲۴)

اور حقیقی معبود کو اس با اختیار شخص سے تشبیہہ دی گئی ہے جو اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور کسی کا محکوم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ (الانعام ع ۲) "اور وہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے (۶/۱۸)

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ہ (المنفقون ع ۱) "اور اللہ کے لیے ہی آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھے (۶۳/۷)

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ لا يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ط (المآئدہ ع ۹) "بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے (۵ آیت ۶۴)

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہ (العنکبوت ع ۲)

"اللہ کے سوائے تم صرف بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ بناتے ہو وہ جن کی تم اللہ کے

Marfat.com

سوائے عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کا اختیار نہیں رکھتے سو اللہ سے ہی رزق چاہو اور اس کی عبادت اور اس کا شکر کرو تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۹)

اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ باطل معبود تو اپنے پرستاروں کو کچھ دے نہیں سکتے کیونکہ وہ خود محتاج ہیں مگر حقیقی معبود اپنے بندوں کو اچھا رزق دیتا ہے جس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ اب یہ دونوں معبود کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر افسوس مشرکوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں بیٹھتی۔ حالانکہ حضرت مسیح خود خدا سے روٹی کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ کھانے پینے کے محتاج تھے۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا (متی ۱۱-۱۹)

(۳۰) گونگے اور بولنے والے کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (النحل ع ۱۰)

"اللہ دو آدمیوں کی مثال بیان کرتا ہے ایک ان میں سے گونگا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے جدھر اسے بھیجتا ہے کوئی اچھا کام کر کے نہیں آتا۔ کیا وہ اور ایسا شخص برابر ہیں جو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے رستہ پر ہے (۱۶ - ۷۶) اس آیت میں بھی بتوں اور باطل معبودوں کو گونگے سے تشبیہہ دی گئی ہے جو لوگوں کو سیدھا رستہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

Marfat.com

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ط (الاعراف ع ۲۴)

وہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں سو اُن کو پکارو تو چاہیے کہ تم کو جواب دیں اگر تم سچے ہو۔ کیا اُن کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں۔ یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا اُن کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ (۷ آیت ۱۹۴ و ۱۹۵)

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ ط (یونس ع ۴)

کہہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو صحیح راہ بتاتا ہے (۱۰-۳۵)

اور حقیقی معبود اللہ تبارک وتعالیٰ کو کلام کرنے والے سے تشبیہ دی گئی ہے جو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ (النحل ع ۱۳) اللہ تمہیں انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے (۱۶-۹۰) قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ط أَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ أَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ إِلَّآ أَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ (یونس ع ۴) کہہ اللہ ہی صحیح راہ بتاتا ہے۔ تو کیا وہ جو صحیح راہ بتاتا ہے زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یا وہ جو خود راہ نہیں پاتا سوائے اس کے کہ اُسے راہ دکھائی جائے۔ تمہیں کیا ہو گیا

Marfat.com

تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ (۱۰-۳۵) اس مثال سے یہ بتایا گیا ہے کہ سیدھا راستہ نہ دکھانے والا باطل معبود اور صحیح راہ دکھانے والا سچا معبود کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر افسوس مشرکوں کی سمجھ میں یہ نکتہ ہرگز نہیں بیٹھتا۔

(۳۱) آسودہ حال بستی کی مثال

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۵)

اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو امن اور اطمینان کی حالت میں تھی اس کی روزی ہر جگہ سے اس کے پاس بافراغت آتی تھی پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا اس کا بدلہ جو وہ کرتے تھے (۱۶ آیت ۱۱۲)

یہ مثال ہر بستی پر صادق آسکتی ہے جو امن اور اطمینان کی حالت میں ہو کہ اللہ کی نعمتوں اور آسائشوں سے فائدہ اٹھائے اور رزق بافراط پاکر آسودگی کی حالت میں زندگی گذارے مگر خوشحالی کی حالت میں خدا کو بھول جائے اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرے اور اس کی نافرمانی شروع کر دے تو اس پر قحط اور جنگ کی مصیبتیں نازل ہوں گی۔ جیسا کہ اہل مکہ پر اس وقت نازل ہوئیں جب انہوں نے اللہ اور رسول کی یہاں تک مخالفت کی کہ آنحضرت ؐ کو مکہ معظمہ سے

Marfat.com

سے ہجرت کرنی پڑی ۔ حالانکہ اہل مکہ اس سے پہلے امن اور اطمینان کی حالت میں تھے اور بافراغت روزی پاکر آسودہ زندگی گذارتے تھے ۔ اس مثال سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ انسان خوشحالی کی زندگی میں خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے ۔ کیونکہ خدا کی نعمتوں کا انکار کرنا اور ناشکر گذار ہونا گویا اپنے آپ کو دکھوں اور مصیبتوں میں ڈالنا ہے

(۳۲) رسول اللہؐ کے لئے کافروں کی مثالیں

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۵ الفرقان ع ۱) دیکھ تیرے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں ۔ سو وہ گمراہ ہو گئے ہیں پس رستہ نہیں پا سکتے (۱۷-۴۸ و ۲۵-۹)

مثالیں بیان کرنے سے یہ مراد ہے کہ کفار آنحضرتؐ کو کن کن سے تشبیہہ دیتے تھے ۔ کبھی ساحر کہتے ۔ کبھی استہزا کرتے ۔ اور کبھی مجنوں کہتے ۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے معلوم ہوتا ہے ۔ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (الحجر ع ۱) اور کہتے ہیں اے شخص جس پر نصیحت اُتاری گئی ہے ۔ یقیناً تو پاگل ہے (۱۵-۶) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۵) ہم خوب جانتے ہیں جیسا وہ سنتے ہیں جب تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب یہ خفیہ مشورہ کرتے ہیں ۔ جب ظالم کہتے ہیں کہ تم صرف ایک جادو کئے ہوئے

Marfat.com

مرد کی پیروی کرتے ہو (۱۷ - ۴۷) وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْکُ نِ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ الفرقان ع ۱) اور جو کافر ہیں کہتے ہیں یہ تو نرا جھوٹ ہے جو اس نے گھڑ لیا ہے اور اس پر اسے اور لوگوں نے مدد دی ہے اور کہتے ہیں پہلوں کی کہانیاں ہیں جو اس نے لکھوائی ہیں سو وہ اس پر صبح اور شام پڑھی جاتی ہیں ۔ (۲۵-۴-۵) وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ (الفرقان ع ۱) اور کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے (جو) کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ۔ (۲۵ - ۷) اور ظالم کہتے ہیں تم صرف ایک سحر والے آدمی کی پیروی کرتے ہو (۲۵-۸) وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (القلم ع ۲) اور کہتے ہیں یقیناً یہ دیوانہ ہے (۶۸ - ۵۱) صاف ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ ؐ کی شان میں ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ الفاظ کہنے والے کبھی ہدایت نہیں پا سکتے ۔ اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ آنحضرت ؐ کی شان کے خلاف کوئی گستاخی یا بے ادبی کے الفاظ ہرگز نہ کہے جائیں ۔ کیونکہ اس سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے ۔

(۳۳) کافر اور مومن کی مثال

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ

Marfat.com

مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا
الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا
نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا
اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ
لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ
اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ
خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ
بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ
رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْ
لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ
خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ
صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ
طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ
فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُشْرِكْ
بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ۝ (الکہف ع ۵)" اور ان کے لیے دو شخصوں کی مثال بیا
کر جن میں سے ایک کے لیے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے اور ان کے

Marfat.com

گرداگرد کھجوریں لگائیں اور اُن دونوں کے درمیان کھیتی لگائی یہ دونوں باغ اپنے پھل دیتے تھے۔ اور اس میں کوئی کمی نہ کرتے تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان ہم نے نہر بہائی تھی اور اُس کے پاس طرح طرح کا مال تھا۔ تو اس نے اپنے ساتھی کو کہا اور وہ اس سے باتیں کرتا تھا میں مال میں تجھ سے بڑھ کر ہوں اور جتھے کے لحاظ سے غالب تر ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور وہ اپنے آپ پہ ظلم کرنے والا تھا۔ کہنے لگا میں یقین نہیں کرتا کہ یہ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں یقین نہیں کرتا کہ قیامت آئے۔ اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو یقیناً لوٹنے کی جگہ اس سے بہتر پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اُسے کہا اور وہ اس سے باتیں کر رہا تھا کیا تُو اس کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے پورا انسان بنایا لیکن میں جانتا ہوں کہ (وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا کیوں نہ تُو نے کہا جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے) اللہ کے سوائے کوئی بھی قوت نہیں اگر تو مال اور اولاد میں مجھے اپنے سے کمتر سمجھتا ہے سو اُمید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس پہ آسمان سے بلا بھیجے تو وہ خالی زمین چٹیل میدان رہ جائے۔ یا اس کا پانی اُتر جائے پھر تو اُسے نکال نہ سکے۔ اور اس کا مال و دولت تباہ کر دیا گیا۔ تو اس پہ اپنے ہاتھ ملنے لگا جو اس پہ خرچ کیا تھا۔ اور وہ ویران تھا اپنی چھتوں پہ گرا ہوا۔ اور

Marfat.com

کہنے لگا ہائے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔* اور اُس کے لئے کوئی جتھا نہ تھا۔ جو اللہ کے سوائے اس کی مدد کرتا اور نہ ہی وہ خود اپنی مدد کر سکا ہے۔ وہاں اختیار اللہ کے لئے ہے جو حق ہے وہی بدلا دینے میں اچھا اور اچھا انجام لانے میں بہتر ہے۔ (ر ۱۸ آیت ۳۲ تا ۴۴)

اس مثال سے ذیل کی باتیں سکھلائی گئی ہیں۔ (۱) آسودگی کی حالت میں فخریہ لہجہ میں دوسرے کو حقیر سمجھ کر یہ ہرگز نہ کہے کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور میرا جتھا زبردست ہے (۲) خدا کی ناشکری اور ناحق کے غرور سے اتراتے ہوئے یہ کبھی نہ کہے کہ مال و دولت اور جتھا کبھی تباہ نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی اور اگر آئے گی بھی تو میں بہتر جگہ پاؤں گا (۳) اپنے خالق کا کبھی انکار نہ کرے بلکہ یہ سمجھے کہ مال و دولت اور اولاد سب کچھ اُسی نے دیا ہے اور وہ اسے لے بھی سکتا ہے کیونکہ جو خدا چاہے وہی ہوتا ہے۔ (۴) طاقت و حشمت شان و شوکت اور مال و دولت کے تباہ ہو جانے پر انسان ایسا محتاج ہو جاتا ہے کہ کوئی اس کی مدد بھی نہیں کرتا (۵) تکبر اور ناشکری کی سزا ضرور مل کر رہتی ہے کیونکہ یہ دونوں خصلتیں خدا کو ناپسند ہیں (۶) اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے۔

(۴۴) رسول اللہ کی بشریت کی مثال

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

---

* وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

Marfat.com

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؀ (الکھف ع ۱۲) کہہ میں صرف تمہاری طرح بشر ہوں لیکن میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے بس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو چاہیئے کہ وہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (۱۸ آیت ۱۱۰) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ؀ (حٰم السجدہ ع ۱) کہہ میں صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ سو اُسی کی طرف سیدھی راہ پر لگے رہو اور اس کی حفاظت مانگو اور مشرکوں کے لیے افسوس ہے (۴۱ آیت ۶) یقیناً اللہ کا شریک ٹھہرانا بڑا گناہ ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں بشر کی مثال دے کر ایک تو لوگوں کو یہ بتلایا گیا ہے کہ بشر کے لئے ایک بشر رسول ہی ہونا چاہئے۔ کیونکہ زمین کی سطح پر انسان ہی آباد ہیں۔ تاکہ وہ آسانی سے اس کی پیروی کر سکیں۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو اُس صورت میں فرشتہ رسول ہی بھیجا جاتا۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ؀ (بنی اسرائیل ع ۱۱) کہہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے (۱۷ - ۹۵)

دوسرے یہ سمجھایا گیا ہے۔ کہ حضرت محمد یقیناً بشر ہی تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی وحی

Marfat.com

وحی اُن پر نازل ہوتی تھی۔ جو انہیں عام انسانوں پر فوقیت شرف کرنمتاز کر دیتی تھی۔ اس لئے وہ اللہ کے رسول بھی تھے جن کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ٹھہرایا گیا۔ تاکہ انسان اُن کی پیروی کرکے اللہ کا محبوب بن جائے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے[1] کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ تم سے محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۳-۴)

تیسرے یہ سکھایا گیا ہے کہ رسول اللہ کا درجہ بڑھا کر عیسائیوں کی طرح نہ ہو جانا یہ حدیث اس پر شاہد ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے وہ منبر پر کہتے تھے کہ میں نے نبیؐ کو سنا فرماتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کے حق میں کیا ہے میں صرف اللہ کا بندہ ہوں پس تم کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (بخاری کتاب الانبیا) مگر افسوس صرف عیسائی بلکہ مسلمان بھی حضرت مسیح کا درجہ بڑھاتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ ایشیا کے کفار اور مشرکین کی یہ ذہنیت تھی کہ انہوں نے رسولوں کو اپنے جیسے کھاتے پیتے انسان سمجھ کر اُن کی رسالت سے ہی انکار کر دیا جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ٥ (بنی اسرائیل ع ۱۱) اور لوگوں کو کوئی چیز ایمان لانے سے مانع نہ ہوئی جب اُن کے پاس ہدایت آئی۔ مگر یہ کہ اُنہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (۱۷-۹۴)۔ گویا انسان کو رسول بننے کے قابل نہیں سمجھتے تھے

---

[1] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (آل عمران ع ۴)

Marfat.com

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (المومنون ع ۲)

اور اگر تم اپنے جیسے ایک انسان کی اطاعت کرو گے تو اس حالت میں تم یقیناً نقصان اٹھانے والے ہو گے (۲۳-۳۴) مگر یورپ اور امریکہ کے کفار اور مشرکین کی یہ ذہنیت ہے کہ انہوں نے ایک رسول حضرت مسیحؑ کو جو تے پیتے اور سوتے جاگتے انسان کو نہ صرف خدا بلکہ خدا کا بیٹا بھی بنا لیا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ ابھی تک خدا کی ہستی اور اس کی صفات سے ہی قطعاً نابلد ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ عورت سے پیدا شدہ انسان کبھی بھی نہ تو خدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ وہ تمام عمر انسان ہی رہتا ہے۔

(۳۵) باطل معبودوں کی کمزوری کے لیے مکھی کی مثال

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج ع ۱۰)

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ سو اسے سن رکھو وہ جنہیں تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لیے اکٹھے ہو جائیں

ف اللہ کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ خدا کر کے پکارے جاتے ہیں۔ وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ مگر اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے جو عیسائیوں کے معبود ہیں، چمگادڑ اور دیگر جانور بنا رکھے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے قول کی تردید کر کے الوہیت مسیح کی تائید کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اُسے اُس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا (جس طرح اُس کے پہچاننے کا حق ہے) یقیناً اللہ طاقتور غالب ہے (۲۲- آیت ۷۳، ۷۴)

خدا کا شریک ٹھہرانے والے بتوں کو پوجنے والے کھاتے پیتے انسانوں کو خدا بنانے والے عقل سے اتنے کورے ہوتے ہیں۔ کہ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اتنے کمزوروں کو جو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور نہ مکھی سے کوئی چیز چھڑا سکتے ہیں کیوں اپنا معبود بنایا جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب معبود کمزور ہے تو پھر اس کی عبادت کرنے والا کیونکر کمزور نہ ہو۔ اب دنیا بھر کے عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ مگر وہ خود اتنے کمزور تھے کہ یہودیوں سے مار کھائے (جیسا کہ انجیل سے ثابت ہوتا ہے "اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا کس نے تجھے مارا" (لوقا ۲۲- ۶۳، ۶۴) نہ صرف حضرت مسیح کمزور تھے بلکہ انہیں خدا ٹھہرانے والے بھی کمزور ہیں۔ کیونکہ جب کبھی اُن سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ مار کھاتے وقت حضرت مسیح انسان تھا یا خدا۔ تو پھر کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ حالانکہ اُن کا مار کھانا ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ خدا نہ تھا۔ کیونکہ خدا کبھی بھی انسانوں سے مار نہیں کھا سکتا۔ افسوس عیسائی آج تک اتنا نہ سمجھ سکے کہ خدا کیسا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے صفات کیسے ہونے چاہئیں۔ اس مثال

Marfat.com

سے یہ سکھلایا ہے کہ معبود وہ ہونا چاہیے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے طاقتور ہے۔ اُسی کا حق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔

(۳۶) اللہ کے نور کی مثال

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (النور ع ۵) "اللہ آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے۔ چراغ ایک شیشہ میں ہے۔ شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا تارہ ہے۔ (چراغ) ایک بابرکت زیتون کے درخت سے روشن ہو رہا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل روشنی دے گو اُسے آگ بھی نہ چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہے اللہ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۲۴-۳۵)

چونکہ نور سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے، اور لوگوں کو صحیح رستہ مل جاتا ہے اس

پس اللہ کے نور کی مثال چراغ سے دی گئی ہے کیونکہ وہ بھی اندھیرے کو ہٹا دیتا ہے۔ اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ کو بھی نور کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی لوگوں کو کفر اور شرک کے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتے ہیں۔ اور حقیقی معبود کی وہ راہیں دکھاتے ہیں جن پہ چلنے سے انسان نہ صرف خدا کا نور بلکہ اس کا قرب بھی حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِىْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ؕ (النساء ع ۲۴)

"اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آ چکی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف واضح کر دینے والا نور نازل کیا ہے۔ سو وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو وہ اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور ان کو وہ اپنی طرف سیدھی راہ پہ چلائے گا۔ (۶ آیت ۱۷۵، ۱۷۶) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (المائدہ ع ۳) "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کرنے والی کتاب

Marfat.com

آچکی ہے ۔ اس کے ساتھ اللہ اُس کو جو اس کی رضا کی پیروی کرتا ہے سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے اور اپنے حکم سے اُن کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے ۔ اور اُن کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے (۵ آیت ۱۵ و ۱۶)

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (ابراہیم ع ۱) یہ کتاب ہے ، جو ہم نے تیری طرف اُتاری تاکہ تُو لوگوں کو اُن کے رب کے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے ۔ اُس کے رستہ کی طرف جو غالب تعریف کیا گیا ہے (۱۴ آیت ۱)

بلا شبہ اللہ کا نور اُس جگہ ملتا ہے جہاں اُس کا ذکر اور اس کی تسبیح صبح و شام کی جاتی ہے ۔ اور ایسے ایمانداروں کو ملتا ہے ۔ جنہیں دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور اس کے احکام پر چلنے سے غافل نہیں کرتا ۔ یہ آیات اس پر گواہ ہیں ۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (النور ع ۵) (یہ نور) اُن گھروں میں ہے جو اللہ نے حکم دیا کہ

کہ بلند کئے جائیں۔ اور اُن میں اس کا نام یاد کیا جائے اُن میں اس کی تسبیح صبح اور شام کے وقتوں میں کرتے رہتے ہیں (ایسے) لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ انہیں اس کا بہترین بدلہ دے جو وہ کرتے تھے۔ اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ دے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے۔ بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ (۲۴ آیت ۳۶ تا ۳۸) اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ رسول کریمؐ اور قرآن حکیم کی پیروی کرنے سے ہی یہ نور ملے گا۔ کیونکہ وہ خود نور ہیں۔

(۱۳) مشرکین کی کمزوری کے لئے مکڑی کی مثال

اَتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ج اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ط وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ہ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ہ (العنکبوت ع ۴) "اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بناتے ہیں مکڑی کی مثال کی طرح ہے وہ ایک گھر بناتی ہے اور یقیناً سب گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ جانتے۔ اللہ اس کو جانتا ہے جو وہ اس کے سوائے کسی چیز کو پکارتے ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۲۹ آیت ۴۱ و ۴۲) اِن آیات میں مشرکین کو مکڑی سے

Marfat.com

تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جیسے مکڑی اپنے گھر کو بڑا مضبوط سمجھتی ہے حالانکہ وہ بہت کمزور ہوتا ہے اسی مشرکین اپنے باطل معبودوں کی پشت و پناہ کو بڑا مضبوط سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خود اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ اپنی بھی حفاظت نہیں کر سکتے۔ مثلاً حضرت مسیحؑ یہ دعا مانگتے ہی رہے "کہ یہ موت کا پیالہ ٹل جائے" مگر یہودیوں نے اُنہیں صلیب پر چڑھا ہی دیا۔ جس طرح مکڑی کا جالا ایک ہی اشارہ سے ٹوٹ جاتا ہے ٹھیک اسی طرح جھوٹے معبود بھی ایک ہی اعتراض سے اُڑ جاتے ہیں۔ کہ مخلوقات اپنے خالق کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مثلاً حضرت مسیحؑ فرشتوں سے ادنٰے بنائے گئے تھے (عبرانیون ۲-۹) لہٰذا وہ خدا نہیں ہو سکتے مگر اس بات کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو سمجھدار اور عقلمند ہیں۔ کم عقل لوگوں کی سمجھ میں یہ بات ہرگز نہیں بیٹھے گی۔ جیسے مکڑی کا جالا مصیبت کے وقت کچھ کام نہیں آتا اسی طرح جھوٹے معبودوں کا آسرا بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا پکارنا اور نہ پکارنا برابر ہے اس مثال سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کو جو سب سے طاقتور اور جہانوں کا پروردگار ہے اُسے اپنا معبود بناؤ اور اُسی سے دعائیں مانگو کیونکہ وہ ہماری حاجتوں کو جاننے والا ہے۔

(۳۸) غلام اور آقا کی مثال

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِىْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

Marfat.com

لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (الروم ع ۴) "وہ تمہارے لئے تمہاری اپنی مثال بیان کرتا ہے کیا اُن میں سے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں اُس رزق میں جو ہم نے تمہیں دیا ہے کوئی تمہارے شریک ہیں کہ تم سب اُس میں برابر ہو اُن کی تم ایسی پرواہ کرتے ہو جیسے اپنی پرواہ کرتے ہو، اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے باتیں کھول کر بیان کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں (۳۰-۲۸)

اس آیت میں مشرکین کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ جب تم اپنے غلام کو اپنے مال ومتاع دولت حشمت، شان وشوکت اور جاہ وجلال اور آزادی میں اپنے برابر کا حصّے دار نہیں سمجھتے اور نہ ہی اُن کو اپنی برابری کا درجہ دیتے ہو حالانکہ وہ بھی تمہاری طرح بنی نوع انسان ہیں تو پھر مخلوق کو خالق کے برابر کس طرح ٹھہراتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو ہستی ادنےٰ درجہ کی ہو اُسے اپنا معبود مت بناؤ بلکہ اُسے اپنا معبود بناؤ جس نے نہ صرف تمہیں بلکہ تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ ع ۳) "اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو (۲-۲۱) صاف ظاہر ہے کہ معبود کی ہستی نہ صرف بہت بلند اور اعلیٰ ہونی چاہئیے بلکہ اس کی صفات بھی جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے (سورۂ حشر رکوع ۳)

Marfat.com

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وہی اللہ ہے اس کے سوائے کوئی معبود
نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وُہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے وہی اللہ ہے اُس کے سوائے کوئی معبود نہیں
بادشاہ۔ پاک۔ سلامتی والا امن دینے والا نگہبان غالب بگڑے کو بنانے والا سب بڑائیوں کا مالک اللہ اُس سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں (حشر ۲۲-۲۳-۲۴)

(۳۹) گاؤں کے رہنے والوں کی مثال

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝
اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا
اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَاۤ
اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَىْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ قَالُوْا
رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْۤا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ ....
تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ (یٰسٓ ع ۲)
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ
رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ
لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (یٰسٓ ع ۲) " اور اُن کے

Marfat.com

لیے گاؤں کے رہنے والوں کی مثال بیان کر جب اُن کے پاس رسول آئے جب ہم نے اُن کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے دونوں کو جھٹلایا تب ہم نے تیسرے سے قوت دی سو انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف رسول ہیں۔ انہوں نے کہا تم تو ہماری طرح انسان ہی ہو۔ اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم جھوٹ ہی کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ضرور بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمارا ذمہ سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے اگر تم باز نہ آؤ تو ہم تمہیں پتھر ماریں گے۔ اور ہماری طرف سے ضرور تمہیں دکھ پہنچے گا۔ انہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی ہے۔ کیا اس لیے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اُس نے کہا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو اُن کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پر ہیں" (یٰس ۱۳-۲۱)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ نیک نصیحت کرنے والے کو ہرگز بُرا نہ کہا جائے خواہ اس کی بات کو نہ ہی مانا جائے۔ آخر کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ اس کی تائید کے لیے کھڑا ہو ہی جاتا ہے۔ آخر تمام نبیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔

(۴۰) اللہ کے لیے کافروں کی مثالیں

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ (یٰس ۷۸)

اور ہمارے لیے ایک نادر بات بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہتا ہے کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ جب وہ گل چکی ہوں گی کہہ انہیں وہی زندہ کرے گا۔ جس نے انہیں پہلی بار

Marfat.com

بنایا اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے (۳۶ - ۷۸ و ۷۹) کافر اور مشرک کبھی تو خدا کی ہستی کا ہی انکار کر دیتے اور کبھی اس کا شریک ٹھہراتے اور کبھی یہ کہہ دیتے کہ اللہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا اور کبھی یہ کہتے کہ یوں اللہ ہم سے کلام نہیں کرتا یا ہمارے پاس نشان نہیں آتا اور کبھی یہ بیان کرتے کہ خدا نے فلاں عورت کو اپنی قدرت سے حمل کیا لہذا وہ صاحب اولاد ہے غرضیکہ ایسی باتیں بناتے جو صریحاً خدا کی شان کے شایاں نہ ہوتیں اس لئے ایسی مثالیں دینے کی ممانعت کی گئی - جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے - فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ النحل ع ۱۰)

پس اللہ کے لئے مثالیں بیان نہ کرو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۶ - ۷۴)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں بیان نہ کریں جو اس کی ذات، صفات اور شان کے خلاف ہوں۔ کیونکہ یہ سراسر گمراہی کا نشان ہے

۱۱۴۔ مشرک اور موحد کی مثال

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اللہ مثال بیان کرتا ہے۔ ایک آدمی ہے جس میں کئی (مالک) ایک دوسرے سے جھگڑنے والے شریک ہیں اور ایک آدمی جو پورے طور پہ ایک آدمی کا (نوکر) ہے کیا ان دونوں کی حالت برابر ہے سب تعریف اللہ کے لئے ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے (۳۹ - ۲۹)

اس آیت میں اس شخص کو جو کئی جھگڑالو آقاؤں کا غلام ہے مشرک سے تشبیہہ

Marfat.com

دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ بھی کئی جھوٹے معبودوں کا غلام ہوتا ہے جیسے نوکر کی طاقت سے یہ باہر ہے کہ مختلف طبیعت اور مختلف خیالات کے تمام آقاؤں کو خوش رکھے اسی طرح مشرک کی طاقت سے یہ باہر ہے کہ مختلف مزاج کے باطل معبودوں کو خوش رکھے صاف ظاہر ہے کہ اگر ایک کو راضی کرے گا۔ تو دوسرا ناراض ہو جائے گا۔ جیسے نوکر اپنے آپ کو کئی مالکوں کا غلام سمجھتا ہے اسی طرح مشرک بھی اپنے آپ کو کئی جھوٹے معبودوں کا غلام سمجھتا ہے۔ جیسے نوکر بہت سے مالکوں کی خدمت کرنے سے خوش نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح مشرک بھی جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے سے اطمینان نہیں پا سکتا۔ اور اُس شخص کو جو ایک آدمی کا نوکر ہے موحد سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ وہ ایک ہی شخص کا بندہ ہوتا ہے جیسے غلام اپنے ایک مالک کے حکموں کی فرمانبرداری کر کے اُسے خوش رکھ سکتا ہے اسی طرح موحد اپنے رب کے احکام کی پیروی کرکے اُسے راضی رکھ سکتا ہے۔ اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان ایک خدا کا پرستار ہو کر رہے اور اسی کی خوشنودی کو مدِ نظر رکھے اور اُسی کو راضی رکھنے کی کوشش کرتا رہے کیونکہ باطل معبودوں کا پرستار کبھی ایک طرف جاتا ہے اور کبھی دوسری طرف گویا اطمینان کی حالت میں نہیں رہتا۔

(۲۴) کافروں کے لیے سزا کی مثالیں

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ

Marfat.com

مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ٥ (الزخرف ع ۱) "اور کتنے ہی نبی ہم نے پہلوں میں بھیجے اور اور کوئی نبی اُن کے پاس نہیں آتا تھا۔ مگر وہ اُس سے ہنسی کرتے تھے۔ سو ہم نے اُنہیں ہلاک کر دیا جو قوت میں اِن سے زیادہ سخت تھے۔ اور پہلوں کی مثال گذر چکی۔ (۴۳ آیت ۶ تا ۸) وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ٥ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ز وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا۔ (محمد ع ۱) "اور جو کافر ہیں اُن کے لیے ٹھوکریں کھانا ہے۔ اور اُن کے عمل برباد کرے گا۔ یہ اس لیے کہ اُنہوں نے اُسے ناپسند کیا جو اللہ نے اُتارا سو اُس نے اُن کے عمل بیکار کر دیئے تو کیا وہ زمین میں پھرے نہیں پس وہ دیکھ لیتے کہ اُن کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے۔ اللہ نے اُن پر تباہی بھیجی اور کافروں کے لئے اس جیسی (سزائیں) ہی ہیں (۴۷ م ۸ تا ۱۰)

چونکہ کافر لوگ رسولوں سے ہنسی کرتے تھے۔ اور اللہ کی نازل شدہ کتاب کے مطابق عمل کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ لہذا اُن کے عمل بے کار کر دیئے گئے بلاشبہ جو لوگ اپنے اعمال سے کلام اللہ کی تکذیب کریں گے اُن کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس مثال سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنا پسند کریں ورنہ اُن کے اعمال بھی ضائع کر دیئے

Marfat.com

جائیں گے۔ اور حق بات کو ہنسی ہیں نہ اڑائیں ورنہ عذاب الہٰی کے مستحق ہو جائیں گے۔ یہ آیات اس پہ گواہ ہیں وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (البقرہ ع ۲۹) " اور اللہ کی باتوں سے ہنسی نہ کرو۔ (۲ - ۲۳۱) ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ (الکھف ع ۱۲) (۲)" یہ اُن کی سزا ہے یعنی دوزخ اس لئے کہ اُنہوں نے کفر کیا اور میری باتوں اور میرے رسولوں کو ہنسی بنایا (۱۸ آیت ۱۰۶)

(۴۳) ابنِ مریم کی مثال

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ؀ " اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس پہ چلا اُٹھتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ یہ اُسے تیرے لئے بیان نہیں کرتے مگر جھگڑنے کو۔ بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں (۴۳ - ۵۸) مذکورہ بالا آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب بت پرست یہ دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ حضرت مسیحؑ کی تو عزت کرتے ہیں مگر اُن کے معبودوں کی نہیں کرتے۔ اس لئے وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے معبود بہتر ہیں۔ یا عیسےٰؑ یہ عرب کے معبود تھے۔ اور حضرت عیسےٰؑ دوسری قوم کے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ لات منات وغیرہ تو اہلِ عرب کے معبود تھے اور حضرت عیسےٰؑ عیسائیوں

Marfat.com

کے معبود تھے تو وہ اس بات پہ چلا اٹھتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک غیر قوم کے معبود کی تو عزت کی جاتی ہے مگر اپنے ملک کے معبودوں کی کوئی عزت نہیں کی جاتی اس کا جواب یہہ دیا گیا کہ اس کی عزت اس وجہ سے ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ تھا۔ نہ اس وجہ سے کہ عیسائیوں نے اس کی وفات کے بعد سے اپنا معبود بنا لیا۔ حالانکہ وہ خود لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا تھا۔ یہ آیت اس پہ گواہ ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائدہ ع ۱۰) "یقیناً وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو اللہ نے اس پہ جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔ (۵ آیت ۷۲)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی زندگی بھر میں کبھی یہہ نہیں کہا کہ میں خدا ہوں کیونکہ عورت کا جنا ہوا خدا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا جنا نہیں جاتا گو یا بار بار ابن مریم کہہ کہ حضرت مسیحؑ کی الوھیت کی تردید کی گئی ہے۔ چونکہ کسی اور نبی کو لوگوں نے خدا نہیں بنایا

Marfat.com

لہذا اُنہیں اُن کی ماؤں کے نام سے نہیں پکارا گیا۔ اگر ناظرین ابن مریم کا مفصل فلسفہ دیکھنا پسند کریں۔ تو میری کتاب "قرآن کی آیتیں اور کام کی باتیں" ملاحظہ فرمائیں۔ جو اس سے بڑھ کر فلسفہ پیش کریگا اسے ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

(۴۴) قرآن کریم پر عمل کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثالیں

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ (محمد ع ۱) "اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اُتارا اور وہ اُن کے رب کی طرف سے حق ہے اُن کی بُرائیوں کو اُن سے دُور کر دیا اور اُن کی حالت سنوار دی یہ اس لیے کہ جو کافر ہیں وہ غلط رستے پر چلے اور جو ایمان لائے اُنہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے اُن کی مثالیں بیان کرتا ہے" (۴۷ - ۲ و ۳)

صاف ظاہر ہے کہ کافروں نے قرآن مجید پر عمل نہ کیا۔ لہذا اُن کی حالت درست نہ ہوئی مگر اہل اسلام نے کلام الٰہی پر عمل کیا۔ اس لیے اُن کی تمام بُرائیاں اُن سے دُور ہو گئیں اور اُن کی حالت سنور گئی۔ کیونکہ اس میں

Marfat.com

تمام بیماریوں کا علاج موجود ہے۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل ع ۹) "اور ہم قرآن سے وہ کچھ اتارتے ہیں۔ جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو یہ صرف نقصان میں بڑھاتا ہے۔ (۱۷ آیت ۸۲)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کی حالت کیوں بگڑی ہوئی ہے جبکہ یہ کلام ربانی پر عمل کرنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے کئی صدیوں سے قرآن حکیم کا بتلایا ہوا صحیح راستہ چھوڑ کر مذہبی راہ نماؤں کی بے جا تاویلات کے ماتحت غلط رستہ اختیار کر لیا مثلاً رسمی پیری جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل اسلام کی حالت بجائے اصلاح پانے کے بدتر ہو گئی دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجیے۔ کہ غیر مسلموں کے تاثرات۔ عقائد اور رسموں کو قرآنی آیات کے ساتھ غلط تطبیق دے کر نہ صرف انہیں اسلام میں داخل کر لیا بلکہ ان کا نام ہی اسلام رکھ لیا۔ جس پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہو گئی اور وہ کوئی اصلاح نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ قرآنی نسخہ کی پیٹینٹ دوا تو استعمال کرتے ہی نہیں۔ برادران اسلام اس بات کو بخوبی یاد رکھ لیں کہ جب تک وہ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کو چھوڑ کر فرقان حمید کی صحیح تعلیم پر نہ

Marfat.com

چلیں گے۔ وہ ہرگز ترقی کرنے کے قابل نہ ہو سکیں گے۔ بلکہ نقصان ہی اٹھاتے رہیں گے اس مثال سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ کلام ربانی پر عمل کرنے سے ہی حالت درست ہوگی کیونکہ یہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسی تعلیم پر عمل نہ کرنا گویا اپنے آپ کو خدا کی شفا اور رحمت سے دور رکھ کے کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا کرنا ہے۔ اور سراسر نقصان اٹھانا ہے۔

(۵۴) صحابہ کرام کی مثالیں

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ* يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح ع ۴) محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلے پر قوی اور آپس میں رحم کرنے والے تو انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدے کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اُن کا نشان اُن کے منہوں پر سجدوں کے اثر سے ظاہر ہے یہ اُن کی مثال توریت میں ہے اور اُن کی مثال انجیل میں۔ کھیتی کی طرح جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُسے

* عَلٰى سُوْقِهٖ

Marfat.com

مضبوط کیا سو وہ موٹی ہوئی پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کسانوں کو خوش کرتی ہے تاکہ اُن کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے" (پ ۲۶ ع ۱۲)

صحابہ کرام کا پہلا وصف کافروں کے مقابلے پر قوی اور مضبوط تھے دوسرا آپس میں مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔ یہ دونوں اوصاف ایسے ہیں جن سے قومی ترقی وابستہ ہے۔ مسلمانوں کی ابتدائی حالت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسے کھیتی شروع میں کمزور ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھ کر مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور پھر پھلتی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح اہل اسلام گرچہ کمزوری کی حالت میں تھے مگر اپنے اندر ایسے اوصاف جن پر مذہبی اور قومی ترقی کا انحصار ہے پیدا کرنے کی وجہ سے ترقی کر گئے اور اسلام چاروں طرف پھیل گیا۔ جس کی وجہ سے کافر غضب میں آ گئے مگر اسلام کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ اس مثال سے برادران اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ اپنے اندر مومنوں کے صفات پیدا کریں جن پر ملکی مذہبی اور قومی ترقی کا دارومدار ہے" تاکہ وہ دوبارہ ترقی کرنے کے قابل ہو سکیں

(۱۱۴) منافقین کے لئے شیطان کی مثال

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ج كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ

Marfat.com

رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ فَکَانَ عَاقِبَتَھُمَآ اَنَّھُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْھَا ؕ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ○ (الحشر ع ۲) "ان کی مثال، ان لوگوں کی مثال کی طرح ہے جو ان سے پہلے قریب ہی اپنے کئے کی سزا چکھ چکے ہیں۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (منافقوں کی مثال) شیطان کی مثال کی طرح ہے کہ جب وہ انسان کو کہتا ہے کفر کر پھر جب وہ کفر کرتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے بے تعلق ہوں میں اللہ جہانوں کے رب سے ڈرتا ہوں۔ سو ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ دونوں آگ میں ہیں اسی میں رہیں گے۔ اور یہی ظالموں کی سزا ہے (۱۵ تا ۱۷ / ۵۹)

آیت نمبر ۱۶ میں منافقین کو شیطان سے مشابہت دی گئی ہے جنہوں نے بنی نضیر کو جھوٹے وعدے دے کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے اکسایا تھا جس کا ذکر آیت نمبر ۱۵ میں کیا گیا ہے اسی طرح شیطان بھی انسان کو جھوٹے وعدے دیتا ہے اور جھوٹی امیدیں دلاتا ہے۔ دونوں ہی جہنم میں جائیں گے اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ انسان ہرگز جھوٹ نہ بولے اور نہ جھوٹے وعدے کرے اور نہ کسی کو جھوٹی امیدیں دلائے۔ بلکہ دو رخی چالیں چلنے سے باز رہے اور منافقانہ پالیسی سے ہرگز کوئی کام نہ کرے۔

(۴۷) تورات پر عمل نہ کرنے والوں کے لئے گدھے کی مثال

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا

Marfat.com

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الجمعہ ع ۱)

"ان لوگوں کی مثال جن پہ توریت کا بوجھ ڈالا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی مثال کی طرح ہے (جو) کتابیں اٹھاتا ہے کیا ہی بری مثال ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۶۲ - ۵) ان لوگوں کو جو اللہ کے کلام پہ ایمان لا کر اس پہ عمل نہیں کرتے گدھے سے مثال دی گئی ہے کیونکہ جیسے گدھا کتاب سے فائدہ نہیں اٹھاتا اسی طرح انسان جو نفع کتاب سے اٹھا سکتا ہے وہ نہیں اٹھاتا گویا کتاب اس پہ بوجھ ہو کر رہ گئی - بلاشبہ کلام الٰہی کی تعلیم سے روگردانی کرنا اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ کلام اللہ لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے نازل کیا جاتا ہے - دراصل اس آیت میں یہودیوں کی مثال دے کر اہل اسلام کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق نہ بنا لیں - وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ۝ (الفرقان ع ۳)

"اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز (کی طرح) قرار دیا (۲۵ - ۳۰)

(۴۸) حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ

Marfat.com

لُوطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا
فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ
الدّٰخِلِيْنَ ۝ (التحریم ع ۲) "اللہ اُن کے لیئے جو کافر ہیں نوح کی عورت
اور لوط کی عورت کی مثال بیان کرتا ہے وہ ہمارے بندوں میں سے دو صالح
بندوں کے ماتحت تھیں پھر اُنہوں نے خیانت کی پس وہ اللہ کے مقابل میں
اُن دونوں کے کچھ کام نہ آئے اور کہا گیا کہ تم دونوں آگ میں داخل ہونے
والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ*" (۶۶ آیت ۱۰) اس آیت میں کافروں کے
لیئے دو نبیوں کی بیویوں کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جو باوجود نبیوں
سے تعلق رکھنے کے پھر بھی کفر کے ہی خیالات رکھتی تھیں۔
چنانچہ اُنہوں نے خائن بن کر اپنے خاوندوں کو دھوکا دیا اور اُن کے رازوں
کی اُن کے دشمنوں پر ظاہر کر دیا اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنایا جس سے
یہ سمجھایا گیا ہے کہ محض رسولوں کے ماننے سے کچھ نہیں بنتا جب تک اُن کی
تعلیم پر عمل نہ کیا جائے۔ جس سے مسلمانوں کو بھی یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اگر وہ رسول
کی پیروی نہ کریں تو دعوئی ایمان سے اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ جیسا کہ
مذکورہ بالا بیویوں کو اُن کے خاوندوں نے باوجود نبی ہونے کے کوئی فائدہ نہ
پہنچایا۔ کیونکہ اُنہوں نے خیانت کی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی خیانت
کرنے کی ممانعت کی گئی یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

---

* اسیطرح حضرت نوح کے بیٹے نے بھی اپنے باپ کے نبی ہونے سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا کیونکہ اُس کے اعمال صالحہ نہ تھے۔

Marfat.com

امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون ○ (الانفال ع ۲) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ (اور نہ) اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو" (۸ آیت ۲۷) اس مثال سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اپنی ذات۔ اپنے خاندان اور اپنے بزرگوں کے اعمال پر فخر نہ کریں۔ کیونکہ تمہیں اپنے اعمال کا ہی اجر ملے گا۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ تلک امۃ قد خلت ج لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ج ولا تسئلون عما کانوا یعملون ○ (البقرہ ع ۱۶) "یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی اُن کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا اور تم سے اس کے متعلق باز پرس نہ ہوگی جو وہ کرتے تھے" (۲ آیت ۱۴۱)

(۴۹) فرعون کی عورت اور حضرت مریمؑ کی مثال

وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرات فرعون م اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین ○ ومریم ابنت عمرن التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القنتین ○ (التحریم ع ۲) "اور اللہ اُن کے لئے جو ایمان لائے

Marfat.com

فرعون کی عورت کی مثال بیان کرتا ہے جب اُس نے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے۔ اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔ اور مریم عمران کی بیٹی کی جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی اور اُس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی (۶۶ - ۱۱ و ۱۲)

اس آیت میں مومنوں کے لیے ایک مثال تو فرعون کی عورت کی دی گئی ہے جس سے اُنہیں یہ سکھلایا گیا ہے کہ اُن کا تعلق خواہ کسی حیثیت میں بھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہو تو ایسی حالت میں بھی اپنے رب کا ہی خیال رکھیں۔ اور اپنے ساتھیوں کے مال و دولت اور جاہ و جلال کی طرف آنکھیں نہ پساریں۔ جیسا کہ فرعون جیسے کافر کی بیوی نے باوجود شاہی شان و شوکت اور حشمت و جاہ کے اپنے رب کا ہی خیال رکھا اور فرعون کے اعمال اور ظالموں کی بد اعمالی سے نجات پانے اور جنت میں گھر بنائے جانے کی دعائیں مانگتی رہی۔ اور دوسری مثال حضرت مریم کی دی گئی ہے۔ جس پر یہودیوں نے بدکاری کا بہتان باندھا تھا جس کی تردید کر کے مومنوں کو یہ سکھلایا گیا کہ جیسے وہ صدیقہ۔ راستباز اور پاک دامن تھیں ایسے ہی اوصاف تم بھی اپنے اندر پیدا کرو۔ جیسے اُس

Marfat.com

نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی ویسے ہی تم کرو تاکہ وہی برکتیں تم پر بھی نازل ہوں کیونکہ پاکیزہ کام کرنے سے ہی انسان کے اندر پاکیزہ سپرٹ پیدا ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے الفاظ فَنَفَخْنَا فِيهِ میں مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ اور اس آیت وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ٥ (الانبیاء ع ۶) اور وہ جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا سو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی اور اسے اور اس کے بیٹے کو قوموں کے لیے نشان بنایا۔ (۲۱-۹۱) کے انہی الفاظ میں مونث کی ضمیر استعمال کی گئی ہے مگر افسوس بعض مذہبی راہنما دونوں ضمیروں کو حضرت مریم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ مذکر کی ضمیر مونث کی طرف کیونکر منسوب کی جا سکتی ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ یہودی حضرت مریم پر زنا کا بہتان لگاتے تھے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۙ (النساء ع ۲۲) اور ان کے کفر کے سبب اور ان کے مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے (۴ آیت ۱۵۶)

چونکہ زنا کی وجہ سے نہ صرف ماں پر حرف آتا ہے بلکہ اولاد پر بھی چنانچہ یہودی حضرت مسیح کا انکار اس وجہ سے کرتے تھے۔ کہ حضرت مریمؑ نے انہیں ناجائز طور پر جنا۔ لہذا دونوں میں شیطان کی طرف سے روح تھی جس کی تردید کر کے یہ کہا گیا کہ دونوں میں اللہ کی طرف سے روح تھی یعنی نہ تو حضرت مریمؑ نے بدکاری کی اور نہ حضرت مسیح ناجائز تعلق سے پیدا ہوئے گویا دونوں کو یہودیوں کے الزام سے پاک ٹھہرایا گیا ہی

Marfat.com

سبب ہے کہ ایک آیت میں مذکر کی ضمیر اور دوسری آیت میں مونث کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ عقلمند حضرات کے لئے غور کرنے کا موقع ہے۔

علاوہ ازیں اسی آیت کے ان الفاظ "جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا" سے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ حضرت مریم تمام عمر کنواری رہیں بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اُس نے زنا نہیں کیا۔ دراصل عصمت کی حفاظت ہمیشہ نکاح سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ کہ جو تم سے نکاح کر سکتا ہے تو اُسے نکاح کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نظر کو جھکا رکھتا ہے۔ اور شرمگاہ کے لئے حفاظت کا کام دیتا ہے (بخاری کتاب النکاح)۔

بلاشبہ جو شخص نکاح کر کے زنا کے نزدیک نہیں جاتا وہ بھی اپنی عصمت کی حفاظت کرتا ہے چنانچہ حضرت مریم نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ ساری عمر کنوارے رہ کر عصمت کی محافظت کرنا نہ صرف فطرت۔ عقل بلکہ مذہب کے بھی خلاف ہے۔ اگر کنوارے رہنے سے ہی عصمت کی حفاظت ہو جاتی تو پھر ان عیسائیوں کی جو راہب اور راہبہ بن کر تمام عمر کنوارے رہتے ہیں یعنی شادی نہیں کرتے تردید نہ کی جاتی جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (الحدید ع ۴)۔ اور رہبانیت انہوں نے خود نکالی ہم نے اُن پر لازم نہیں کیا مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے

Marfat.com

کے لیے (نکالی) پھر اُس کی وہ نگہداشت نہ کر سکے جو اس نگہداشت کا حق تھا۔ (۵۷/۲۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ شادی نہ کرنے والے عیسائیوں کو یہ الزام دیتا ہے۔ کہ یہ رسم اُنہوں نے خود نکالی ہم نے کوئی حکم نہیں دیا اب یہ الزام اُسی حالت میں سچا ہو سکتا ہے۔ جب حضرت مریم اور حضرت مسیح کا شادی کرنا ثابت ہو جائے ورنہ عیسائی راہب اور راہبہ آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب عیسائی مذہب کے بانیو نے شادی نہیں کی تو پھر ہم کیوں کریں۔ کیونکہ ہمیں تو اُن کی پیروی کرنی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم سے نہ صرف حضرت مریم بلکہ حضرت مسیح کی شادی کا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے ذیل کی آیات اس پر گواہ ہیں۔ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ (آل عمران ع ۴) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۔ ۳۵) حضرت مریم کی والدہ محترمہ کی اس دُعا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مریم کو باوجود ہیکل کی خدمات کے لئے وقف کرنے کے اُن کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ تمام عمر کنواری رہیں گی۔ بلکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جوان ہو کر بیاہی جائے گی۔ اور اور صاحب اولاد ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ حضرت مسیح ۴ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ متی کی انجیل (۱۳ باب آیت ۵۵ و ۵۶) اس پر گواہ ہے۔ اور حضرت مسیح کی شادی کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کیا جاتا ہے" وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً ؕ (رعد ع ۶) اور ہم نے تجھ سے پہلے رسول

Marfat.com

بھیجے اور اُنہیں بیویاں اور اولاد بھی دی" (۱۳- ۳۸) اس آیت میں کسی نبی اور رسول کو بیوی اور اولاد سے مستثنٰے نہیں کیا گیا ۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی بھی بیوی تھی اور وہ صاحب اولاد تھے اب حضرت مسیح کو اس آیت سے مستثنٰے کر دینا سراسر جہالت ہے علاوہ ازیں مذہبی راہ نما ان الفاظ "سو ہم نے اپنی روح اُس (مریم) میں پھونکی" سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ خدا نے (نعوذ باللہ) اپنی قدرت سے حضرت مریمؑ کو حمل کر دیا تھا ۔ حالانکہ اس جگہ حمل کا لفظ ہی نہیں اگر بقول اُن کے اللہ نے ہی بغیر مرد کے حمل کر دیا تھا تو پھر بیٹے کو حمل کرنے والے کی طرف کیوں منسوب نہیں کیا جاتا ۔ آخر یہ بات کہنے میں کونسا امر مانع ہے ۔ کہ جس نے حمل کیا بیٹا اُسی کی ۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مریم پر زنا کا بہتان باندھا تھا اس لئے یہ الفاظ کہہ کر اُنہیں اور حضرت مسیحؑ کو اُن کے الزام سے بری کیا گیا گویا اُن میں پاکیزگی کی روح ڈالی گئی ورنہ وہ تو پہلے سے ہی زندہ تھے ۔ لہٰذا اُن میں روح ڈالنے کے اور کوئی معنی ہو نہیں سکتے ۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جس شخص پر الزام لگایا جاتا ہے ہمیشہ اس کی صفائی کرنی پڑتی ہے چونکہ کسی اور نبی کی والدہ کے متعلق ایسا الزام نہیں لگایا گیا اس لئے اُن کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے ۔ ورنہ ہر انسان میں خدا ہی روح ڈالتا ہے ۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے ۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ

Marfat.com

وَالْاَفْئِدَۃَ ط قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ٥ (السجدہ ع ١) "پھر اُسے ٹھیک بنایا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے بہت ہی کم تم شکر کرتے ہو (٣٢-٩)

علاوہ ازیں اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشان بنایا" جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰے بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے نشان تھے مگر حضرت مریم کے متعلق کچھ نہیں بتلایا جاتا کہ انہیں کس لحاظ سے نشان بنایا گیا تھا۔ نشان تو ایسا ہونا چاہیئے جو دونوں پر حاوی ہوسکے۔ کیونکہ دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت مریم اور حضرت مسیح کو اُن کے دشمن قوم کے ہاتھ سے نجات دے کر اونچی جگہ پر پناہ دی گئی تھی۔ اس لحاظ سے وہ دونوں ہی یکساں طور پر نشان تھے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗٓ اٰیَۃً وَّاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ ٥ (المومنون ع ٣) "اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا ہے۔ اور اُن دونوں کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی جو ہموار اور چشموں والی تھی۔ (٢٣-٥٠)

(٥٠) دوزخ کے اُنیس داروغوں کی مثال

وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سَقَرُ ط لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ ج لَوَّاحَۃٌ لِّلْبَشَرِ ج عَلَیْھَا تِسْعَۃَ عَشَرَ ط وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِکَۃً ص وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَھُمْ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیَسْتَیْقِنَ

Marfat.com

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ لا وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ط كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ط وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ع (المدثر ع ۱) "اور تجھے کیا خبر ہے دوزخ کیا ہے وہ باقی نہیں رکھتی اور نہ چھوڑتی ہے چمڑے کی جھلس دینے والی ہے۔ اس پر انیس (دارو غے ہیں) اور ہم نے آگ کے داروغے فرشتوں کو ہی بنایا ہے اور ہم نے ان کی گنتی صرف ان کی آزمائش کے لیئے ٹھہرائی ہے۔ جو کافر ہیں۔ تاکہ وہ لوگ یقین کریں جنہیں کتاب دی گئی اور جو ایمان لائے وہ ایمان میں بڑھیں اور وہ جنہیں کتاب دی گئی اور مومن شک میں نہ پڑیں۔ اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر کہیں اللہ نے اس مثال کے ساتھ کیا ارادہ کیا۔ اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی اور یہ صرف انسان کے لیئے نصیحت ہے۔ (۷۴۔ ۲۷ تا ۳۱)

اس مثال سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ دوزخ بہت تکلیف دہ جگہ ہے (یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ قٰلے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ڝلے اِنَّهَا سَآءَتْ

Marfat.com

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًاo (الفرقان ع ۲) اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب!
ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹا دے کیونکہ اس کا عذاب بھاری مصیبت ہے
وہ (تھوڑا) ٹھیرنے کے لیے اور (ہمیشہ) رہنے کے لیے بُری جگہ ہے ۲۵/۶۶
یہی وجہ ہے کہ اس پر داروغے انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں تاکہ انسان
نصیحت حاصل کر کے نیک کام کرے اور دوزخ کے عذاب سے بچے۔

حصّہ دوم

تشبیہات القرآن

(۱) یہودیوں کے دلوں کی سختی کو پتھروں سے تشبیہ دینا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ
قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ
مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا
يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَo (البقرہ ع ۹)

پھر تمہارے دل اس کے بعد سخت ہو گئے سو وہ پتھروں کی طرح ہیں بلکہ
سختی میں اس سے بھی بڑھ کر اور یقیناً پتھروں میں ایسے بھی ہیں جن سے

نہریں بہتی ہیں۔ اور بیشک اُن میں ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں۔ تو اُن میں سے پانی نکلتا ہے۔ اور بیشک اُن میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں۔ اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ (۲ - ۷۴)

اس آیت میں یہودیوں کے دلوں کو پتھروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے اتنے معجزے دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے اللہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ چنانچہ دریا کے پار ہوتے ہی حضرت موسیٰ سے یہ کہا کہ ہمارے لئے ایک پتھر کا معبود بنا دو۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ (الاعراف ع ۱۶) "اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے گذار دیا تب وہ ایک قوم پر آئے جو اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے بولے اے موسیٰ ہمیں بھی ایک دیوتا بنا دے جیسے ان کے دیوتا ہیں۔ اس نے کہا تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ (۷ - ۱۳۸)

غرضیکہ یہودیوں کو یہ کہہ کر سمجھایا گیا کہ پتھروں میں سے وہ بھی ہیں جن سے نہریں بہتی ہیں۔ اور وہ بھی ہیں جن سے چشمے نکلتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں۔ مگر تمہارے دلوں میں باوجود برسوں حضرت موسیٰ کی صحبت میں رہنے کے پھر بھی اللہ کی عبادت کرنے کا کوئی ذوق

Marfat.com

وشوق پیدا نہ ہوا۔ اور نہ ہی تمہارے دل اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے نرم ہوئے اور نہ ہی تمہارے دلوں میں اللہ کا کوئی خوف پیدا ہوا تاکہ تم اللہ کے سامنے گڑگڑاتے گویا تمہارے دل سختی میں پتھروں سے بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ تم نہ صرف کلام اللہ کے الفاظ ہی بدل دیتے ہو بلکہ اس کے احکام بھی بھول گئے ہو یہ آیت اس پر گواہ ہے وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۚ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ (المائدہ ع ۳)

" اور ہم نے ان کے دل سخت کر دیئے لفظوں کو اپنی جگہ سے پھیر دیتے تھے اور جو ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ بھول گئے" (۵-۱۳)

اس مثال سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت ذوق شوق سے کریں اور اس کے احکام پر چلیں اور قرآنی الفاظ کو اپنی جگہ سے نہ بدلیں اور نہ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کریں۔ بلکہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہیں۔ ورنہ دل پتھروں کی طرح سخت ہو جائیں گے۔ اور اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنا لیں گے۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (الانعام ع ۵)

اور بلاشبہ ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے تب ہم نے

Marfat.com

اُن کو تکلیف اور دُکھ میں مبتلا کیا۔ تاکہ وہ عاجزی کریں تو جب اُن پر ہمارا عذاب آیا کیوں نہ اُنہوں نے عاجزی اختیار کی لیکن اُن کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے اُسے اُن کے لئے خوبصورت کر دکھایا جو وہ کرتے تھے (۶ آیت ۴۲ و ۴۳)

(۲) تفرقہ کرنے والوں کی طرح نہ ہو جانا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آل عمران ع ۱۱)

"اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ اُن کے پاس کھلی باتیں آچکی تھیں اور انہی کے لیے بڑا عذاب ہے" (۳-۴-۱۰)

اس آیت میں اہل اسلام کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ غیر مسلموں کی طرح فرقے فرقے نہ ہو جانا کیونکہ فرقہ بندی نہ صرف جھگڑے اور کمزوری کا باعث ہوتی ہے بلکہ عذاب الٰہی کا موجب ہو جاتی ہے۔ خدا جانے باوجود ایسی ممانعت کے پھر بھی مسلمانوں میں اتنی کشیدگی۔ پھوٹ اور تفرقہ کیوں ہے کہ ایک فرقے والا دوسرے فرقے والے کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ حالانکہ تمام اہل اسلام کا ایک خدا، ایک رسول۔ ایک قرآن۔ ایک خانہ کعبہ اور نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج بھی یکساں ہیں علاوہ ازیں آپس میں اتفاق رکھنے کا یہ اُصول بھی بتلایا گیا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا (آل عمران ع ۱۱)" اور سب کے سب اللہ کی رسّی (قرآن) کو مضبوط

Marfat.com

پکڑ لو" (۳-۱۰۲) لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرۃ ع ۴) جو ٹوٹنے والی نہیں (۲/۲۵۶) وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران ع ۱۱) "اور پھوٹ نہ ڈالو" (۳-۱۰۲) تو پھر پھوٹ اور نا اتفاقی کیوں۔ سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اہل اسلام اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہیں پکڑتے بلکہ احادیث اور فقہ کی خاطر اسے چھوڑ دیتے ہیں جس سے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ حالانکہ اللہ کے علم میں احادیث اور فقہ بھی تھی مگر پھر بھی اس نے اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑنے یعنی کلام ربانی پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اب جو لوگ اسے چھوڑتے ہیں۔ حقیقتاً وہی مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا باعث ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ برادران اسلام قرآن کی اصولی باتوں کو چھوڑ کر احادیث اور فقہ کی فروعی باتوں پر زور دے کر آپس میں اتنا جھگڑتے ہیں کہ اپنی تمام قوت اسی پر خرچ کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں میں حسد، دشمنی، نا اتفاقی اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ مذہبی راہ نما کبھی بھی یہ وعظ نہیں کرتے کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور انہیں آپس میں بھائیوں کی طرح سلوک اور اتفاق سے رہنا چاہئے۔ بلکہ جب کبھی کچھ کہتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں کہ فلاں فرقے والا کافر۔ گویا کلمہ گو مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے ہیں جن سے مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بزرگوں نے کافروں کو مسلمان بنایا۔ صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بنانے والوں کے پاس اسلام تھا اور تکفیر کرنے والوں کے پاس کفر چوتھا جواب یہ ہے کہ جناب رسالت مآبؐ کی وفات کے بعد ان کی جانشینی

Marfat.com

کا جھگڑا مسلمانوں میں اتنا زور پکڑ گیا کہ آج تک نہ سلجھ سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعہ اور سنیوں میں نہ صرف اتنی دشمنی اور حسد بڑھ گیا کہ ایک دوسرے کی مسجدیں بھی الگ الگ ہو گئیں بلکہ احادیث بھی حالانکہ دونوں کا رسول ایک ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد چار امام مقرر کر لئے گئے جن کا آپس میں بہت بڑا بھاری اختلاف ہے صاف ظاہر ہے کہ جب اماموں میں اختلاف ہو تو پھر ان کے ماننے والوں میں کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ خانہ کعبہ یعنی خدا کے ایک گھر میں نماز پڑھانے کے لیے چار مصلّے قائم کئے گئے تھے خدا بھلا کرے ابن سعود شاہ حجاز کا جس نے بجائے چار مصلّوں کے ایک مصلّے کر دیا۔ چنانچہ مجھے خانہ کعبہ میں یہ دیکھ کر کہ تمام اہل اسلام ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں بہت خوشی ہوئی۔ اس تنبیہ سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالیں ورنہ ان کا وہی حشر ہو گا جو پہلے پھوٹ اور تفرقہ ڈالنے والوں کا ہوا خدا کا قانون اٹل ہے کبھی بدلتا نہیں۔

(۱۳) کافروں کی طرح بزدلی کے الفاظ نہ کہنا

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا ج (آل عمران ع ۱۷) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کافر ہوئے اور اپنے بھائیوں کی نسبت کہتے ہیں جب

Marfat.com

وہ زمین میں سفر کرتے ہیں۔ یا لڑائی کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے (۳-۱۵۵)

اس آیت میں مسلمانوں کو بزدلی کے الفاظ کہنے کی ممانعت کرکے یہ سکھلایا گیا ہے کہ زمین میں تجارت یا طلب معاش کے لیے سفر کرنے یا دشمن سے جنگ کے لئے نکلنے میں موت کا خوف کبھی تمہارے لیے روک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ کمزور دلوں کی باتیں ہیں۔ جس کام کا کرنا ضروری ہے خواہ اس میں موت ہی آجائے اس کو کرنا چاہیے۔ بلاشبہ موت اور حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ گھر میں بیٹھنے والے موت سے بچے رہتے ہیں۔ اور نہ باہر نکلنے والے سب مرجاتے ہیں ذیل کی آیات پر غور کیجئے۔ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ط قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ج (آل عمران ع ۱۶) "وہ کہتے ہیں اگر ہمارا بھی کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ کہہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو جن کے لیے قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے" (۳-۱۵۴) اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ط قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۷) "جنہوں نے اپنے بھائیوں کے متعلق کہا اور خود بیٹھے رہے کہ اگر ہماری بات مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ کہہ تو

Marfat.com

اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دکھو اگر تم سچے ہو۔ (۳-۱۶۷) اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ط (النساء ع ۱۱) جہاں کہیں تم ہوگے موت تمہیں آئے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو (۴-۷۸)

اس تشبیہہ سے یہ بتلاتے ہوئے کہ بزدل ہو جانے سے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اس لئے موت سے نڈر ہو جانے کی تعلیم دے کر مسلمانوں کو دلیر بنا سکھلایا گیا ہے۔

(۴) اللہ کی رضا کی پیروی کرنے والے کا اللہ کے غضب میں آنے والے کی طرح نہ ہونا

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَہَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۵ (آل عمران ع ۱۷) تو کیا جو شخص اللہ کی رضا کی پیروی کرے وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کا غصہ کما لائے۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُری پہنچنے کی جگہ ہے (۳-۱۶۱)

بلا شبہ جو شخص اللہ کا فرمانبردار ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے وہ کبھی بھی اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ کا نافرمان بن کر اس کے غضب کے نیچے آجاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا لیتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَہُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاہُمْ وَمَمَاتُہُمْ ط سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۵ (الجاثیۃ ع ۲) کیا وہ لوگ جو بدیاں کماتے ہیں (گمان کرتے ہیں) کہ ہم انہیں ان کی طرح کر دیں گے۔ جو ایمان لاتے

Marfat.com

اور اچھے عمل کرتے ہیں۔ (یعنی) اُن کا جینا اور اُن کا مرنا برابر ہے۔ بُرا ہے جو یہ فیصلہ کرتے ہیں (۴۵ آیت ۲۱) وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (الانعام ع ۱۸) اور اُس کی سزا مجرم قوم سے نہیں ٹلتی (۶ - ۱۴۸) بلاشبہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوا وہ پستی میں گر گئے۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ۝ (طٰہٰ ع ۴) اور جس پر میرا غضب اُترا وہ پستی میں گر گیا (۲۰ - ۸۱) یہودیوں کی حالت اس پر گواہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ (البقرۃ ع ۷) "اور اُن پر ذلت اور محتاجی ڈالی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں آ گئے۔ یہ اس لئے (ہوا) کہ وہ اللہ کی باتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس لئے (ہوا) کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ جاتے تھے (۲ - ۶۱) اس تشبیہہ سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اللہ کی رضا کی پیروی کریں تاکہ وہ اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنا سکیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (المآئدہ ع ۳)

Marfat.com

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کرنے والی کتاب آچکی ہے اس کے ساتھ اللہ اس کو جو اس کی رضا کی پیروی کرتا ہے سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے اور اپنے حکم سے اُن کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور اُن کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے" (۵ آیت ۱۵ و ۱۶)

(۵) مومنوں کا اللہ کی آیات کا انکار اور اُن پر ہنسی کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے روکے جانا۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۔ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ (النساء ع ۲۰) اور وہ تم پر کتاب میں (یہ حکم) نازل کر چکا ہے۔ کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن پر ہنسی کی جاتی ہے تو اُن کے ساتھ مت بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی دوسری بات میں لگ جائیں ضرور تم بھی اُس وقت اُنہی کی طرح ہو۔ اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ (۴ آیت ۱۴۰) وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانعام ع ۸)

Marfat.com

اور جب تو اُن لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کے متعلق بے ہودہ باتیں کرتے ہیں تو اُن سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ اس کے سوائے کسی دوسری بات میں لگ جائیں اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ (۶۔ آیت ۶۸)

چونکہ نہ صرف مشرکین اور منافقین بلکہ یہود و نصاریٰ بھی اپنی مجالس میں اللہ کی آیات پر ہنسی مذاق کرتے تھے۔ اور اُن کے متعلق بیہودہ باتیں بناتے تھے۔ اس لئے اہل اسلام کو ایسی حالت میں اُن کے پاس بیٹھنے سے روکا گیا اور وجہ یہ بتا دی کہ اُس صورت میں تم بھی اُن جیسے ہو گے۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی انسان کسی شخص پر ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے یا اس کے متعلق بیہودہ باتیں کہتا ہے۔ اور اس کے پاس بیٹھنے والا اُس کو خوش ہو کر سنتا ہے تو اس وقت وہ بھی اُس جیسا ہے اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ ایماندار ایسی مجلس میں جس کے اندر اسلام کی مخالفت کی جاتی ہو ہرگز نہ بیٹھے۔ کیونکہ بری صحبت کا اثر آخر ایک نہ ایک دن ضرور ہو کر رہتا ہے۔ اور پھر وہ انہیں میں سے ہو جاتا ہے۔

(۲) حضرت عیسےٰؑ کا مُردہ کے مشابہ ہو جانا

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ط (النساء ع ۲۲) اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا اور

اُنہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے صلیب پر مارا مگر وہ اُن کے لئے مشابہ ہو گیا (۴ آیت ۱۵۷) اس جگہ سوائے حضرت مسیحؑ کے اور کسی کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لئے شُبِّہَ کی ضمیر بھی اُنہی کی طرف جاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ ہی ایسی حالت کے مشابہ ہو گئے تھے۔ کہ اُس وقت کے یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ شبہ ہو گیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ حالانکہ وہ زندہ تھے۔ اور بعد ازاں اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کا وعدہ تھا قرآن کریم کے الفاظ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ" پر غور کیجئے۔ اور یہ ارشاد بھی اُس وقت ہوا تھا۔ جب کہ یہودی حضرت عیسٰےؑ کو قتل کرنے اور صلیب دینے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ٥ (یہودیوں نے) تدبیر کی اور اللہ نے تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے" (۳ آیت ۵۴) گویا یہودی تو یہ تدبیر کر رہے تھے کہ حضرت عیسٰےؑ کو قتل اور صلیب کی موت سے ماریں مگر اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ یہ تدبیر کر رہا تھا۔ کہ اُن کو ایسی موت سے بچا کر طبعی موت سے مارے۔ سو اللہ کی تدبیر غالب آئی اور وہ قتل اور صلیب کی موت سے بچ گئے اور اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کے حق میں رفع کا لفظ استعمال کرنے سے اللہ تبارک تعالیٰ کو یہودیوں اور عیسائیوں کے اِس باطل عقیدے کی کہ وہ صلیب پر

Marfat.com

مرنے کی وجہ سے لعنتی ہوئے۔ تردید کرنا منظور تھا۔ چونکہ یہودی حضرت مسیحؑ کو قتل کرنا اور صلیب پر مارنا چاہتے تھے۔ جس کی تہ میں اصل غرض یہ تھی۔ کہ حضرت مسیحؑ کو لعنتی قرار دے کر جھوٹا نبی ثابت کر سکیں۔ جیساکہ بائیبل میں لکھا ہے۔ "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے" استثناء ر ۲۱ آیت ۲۲ و ۲۳) اور گلتیون ۳ آیت ۱۳ میں پولوس کہتا ہے" کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" بلاشبہ ملعون خدا کی رحمت سے دُور ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا مقرب نہیں ہوتا۔ حقیقتاً طبعی موت سے وفات پانا قتل اور صلیب کی موت کے مقابلے پر ایک عزت کی موت ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے حق میں نہ صرف طبعی موت کے ساتھ رفع کا لفظ آیا بلکہ جس جگہ ان کے قتل اور صلیب سے نہ مرنے کی نفی کی گئی ہے۔ وہاں بھی رفع کا ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے اس آیت کو ملاحظہ فرمائیے۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ط اور انہوں نے اس کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُسے اپنی طرف بلند کیا" (۴ آیت ۱۵۷) گویا یہودی تو حضرت مسیحؑ کو قتل اور صلیب کی موت سے کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ لعنتی موت سے مرکر خدا کی رحمت سے دُور ہو گیا کیونکہ اس کی روح شیطان کی طرف گئی مگر اُس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ انہیں طبعی موت دے کر اور قتل اور صلیب کی موت کی نفی کر کے اپنا مقرب بنانا چاہتا تھا۔ تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ حضرت عیسٰی خدا کی رحمت کے نزدیک ہیں اور ان کی

Marfat.com

روح اللہ کی طرف گئی۔ کیونکہ لعنتی کے بالمقابل مقرّب کا ہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے یہی باعث ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کے لئے رفع کا لفظ استعمال کیا گیا۔

اس تشبیہ سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص زخمی ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو اُسے مقتول اور مصلوب نہ کہا جائے۔ کیونکہ وہ تو ابھی مرا ہی نہیں بلکہ زندہ موجود ہے

(۷) توحید کی سیدھی راہ چھوڑنے والے کا بھٹکنے والے مشرک کی طرح ہو جاتا

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ ص لَہٗٓ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَہٗٓ اِلَی الْھُدَی ائْتِنَا ط قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی ط وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵

(الانعام ع ۸) "کہہ کیا ہم اللہ کے سوائے اُسے پکاریں جو ہم کو نفع نہیں دیتا۔ اور نہ ہی ہم کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور کیا ہم اپنی ایڑیوں پر لوٹائے جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیا۔ اُس شخص کی طرح جسے شیطانوں نے زمین کے اندر حیران بنا کر خواہشات کی پیروی میں لگا دیا۔ اُس کے ساتھی ہوں جو اس کو ہدایت کی طرف بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس آجا۔ کہہ اللہ کی ہدایت وہی (کامل) ہدایت ہے ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہانوں کے پروردگار کی فرمانبرداری کریں ۱۷-۱۶۱)

حقیقتاً شرک یا بت پرستی صرف یہی نہیں ہے کہ پتھروں کو یا اور چیزوں کو یا

Marfat.com

بعض انسانوں کو خدا مانا جائے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ انسان اپنی حرص و ہوا کے اتباع میں کسی حق بات کی پرواہ نہ کرے گویا اللہ کے احکام کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے ایسا شخص موحد نہیں ہو سکتا۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰٮهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ۙ (الفرقان ع ۴) کیا تو نے اُسے دیکھا جو اپنی خواہش کو اپنا معبود بناتا ہے تو کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے (۲۵/۴۳)

یقیناً اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور خواہشات کی پیروی کرنے والا ہمیشہ تردد اور اضطراب کی حالت میں ہی رہتا ہے۔ اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان اپنے خالق کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت نہ کرے۔ ورنہ بھٹک جائے گا۔ کیونکہ نفع اور نقصان کا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کسی کے اختیار میں نہیں۔

(۸) روشنی کے ساتھ چلنے والے کا اندھیرے میں رہنے والے کی طرح نہ ہونا

اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‏ ﴿۱۲۲﴾ (الانعام ع ۱۴) اور کیا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کر دیا۔ اور اُسے روشنی دی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلے اس شخص کی طرح ہے جس کی مثال یہ ہے کہ وہ اندھیرے میں ہے۔ اس سے نکلتا نہیں

Marfat.com

اسی طرح کافروں کو وہ کام اچھے معلوم ہوتے ہیں جو وہ کرتے ہیں (۶ آیت ۱۲۳)
مردہ سے یہاں روحانی مردہ مراد ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاکر
زندہ ہوا۔ اور قرآن کریم کی روشنی لے کر لوگوں میں چلتا ہے جیسا کہ اس آیت سے
ثابت ہوتا ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی
نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ط (الزمر ع ۳) بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے
کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہے (کیا وہ تاریکی میں رہنے
والوں کی طرح ہے) (۳۹ - ۲۲) بلاشبہ ایسا شخص تاریکی میں رہنے والے
کی طرح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُسے تو اندھیرے میں کچھ نظر آتا ہی نہیں گویا خود
ہی گمراہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اپنی عقل وسمجھ اور قوت دلائل سے تو
کوئی کام نہیں لیتا۔ بلکہ ایسے لیڈروں کی اندھا دھند تقلید کرتا ہے جو اُسے
اللہ، رسول اور قرآن کی روشنی سے ہٹا کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں
جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط
اُولٰٓـئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ ع ۳۴) اللہ اُن لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے
وہ اُن کو سخت اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جو کافر ہیں
اُن کے ولی شیطان ہیں وہ اُنہیں روشنی سے نکال کر اندھیرے کی طرف
لے جاتے ہیں۔ یہ آگ والے ہیں وہ اُسی میں رہیں گے۔ (۲ آیت ۲۵۷)

Marfat.com

غرضیکہ ایسا شخص اللہ کی آیات کو جھٹلا کر اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنا لیتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ (الانعام ع ۴)
"اور جنہوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا بہرے اور گونگے اندھیرے میں ہیں"
اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اپنی عقل و سمجھ کو اپنے مذہبی راہنماؤں کے پاس گروی نہ رکھیں ورنہ اندھیرے میں رہ جائیں گے۔ اور کبھی بھی اس شخص کے برابر نہ ہو سکیں گے۔ جو اپنی قوت دلائل اور بصیرت سے کام لیتا ہے۔
یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۵ (المومن ع ۶)
"اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں" (۵۸ آیت)

(۹) عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوانوں سے تشبیہ دینا

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۵ (الاعراف ع ۲۲) اور یقیناً ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کے لئے پھیلا رکھا ہے ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں وہ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ زیادہ گمراہ یہی بے خبر ہیں (۱۷۹)
اس آیت میں ان لوگوں کو جو اپنے خداداد ذہنی قوٰی کو استعمال میں نہیں لاتے

Marfat.com

چارپایوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ کیونکہ جیسے وہ ایک جمود کی حالت میں رہ کر کوئی ترقی نہیں کر سکتے اسی طرح یہ بھی حالانکہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ؀ (بنی اسرآءیل ع ۷) اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور ہم نے اُن کو خشکی اور تری میں سواری دی۔ اور اُن کو اچھی چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے اُن کو بہتوں پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے بڑی فضیلت دی ہے (۱۷۔ ۷) اب جو شخص ایسے کارآمد دماغی قوی پاکر بھی خدا کی ہستی پر ایمان نہ لائے۔ اور اعمال صالحہ نہ کرے اور کسی قسم کی کوئی ترقی نہ کرے تو وہ کیونکر حیوانوں سے بدتر نہ ہو حالانکہ شرف انسانیت یہی تھا کہ انسان سُن کر اور دیکھ کر اور سمجھ کر اُن نتائج پر پہنچتا جن پر حیوان نہیں پہنچ سکتا۔ چونکہ اکثر انسانوں نے ایسے شرف کو گنوا دیا ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف چارپایوں کی طرح ہو گئے بلکہ دوزخی بن گئے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؀ (الملک ع ۱) اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم دوزخ والوں میں نہ ہوتے (۶۷۔ ۱۰) اس مثال سے سکھلایا گیا ہے کہ انسان اپنی دماغی طاقت اور قوتِ دلائل اور سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی طاقت

Marfat.com

کو بھی استعمال میں لائے ورنہ وہ حیوان سے بھی گر جائے گا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ط اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ (الفرقان ع ۴) "یا کیا تو خیال کرتا ہے کہ اُن میں سے اکثر سنتے ہیں۔ یا عقل سے کام لیتے ہیں۔ وہ صرف چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ رستہ سے اور بھی دُور بہکے ہوئے ہیں (۲۵ - ۴۴) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (الانفال ع ۳) اللہ کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے (۸ - ۲۲) اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ عقل سے کام نہ لینے والے بہرے گونگے حیوانوں سے بدتر ہیں مگر اکثر مذہبی راہ نما یہ کہتے ہیں کہ عقل کو مذہب میں کیا دخل۔ گویا مذہب بیوقوفوں کے لیے ہوتا ہے حالانکہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہی ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (یونس ع ۱۰) "اور وہ پلیدی کو انہی پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے (۱۰ - ۱۰۰) بلاشبہ اپنی قوتوں سے کام نہ لینا اور اُنہیں چھوڑ رکھنا کاہلی ہے اس لیے انسان کو چاہیئے کہ اپنی دماغی طاقتوں کو کام میں لائے اور اُنہیں بے کار نہ ہونے دے تاکہ انسان کہلانے کا مستحق رہے کیونکہ اپنے خداداد قوے کو عمل میں نہ لانا یا انہیں بے کار کر دینا گو یا اپنے آپ کو نہ صرف وحشی بلکہ حیوان بنانا ہے۔

Marfat.com

(۱۰) مومنوں کو ان کی طرح جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا مگر قبول نہیں کرتے نہ ہو جانا
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ○ (الانفال ع۳)

"اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم سنتے ہیں۔ اور وہ قبول نہیں کرتے (۸-۲۱) اس آیت میں یہودیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اللہ کا کلام سنتے تھے مگر قبول نہیں کرتے تھے۔ گویا زبانی تو اقرار کر لیتے مگر عمل سے انکار کر دیتے یہ آیت اس پر شاہد ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ط قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (البقرہ ع ۱۱) اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور تمہارے اوپر پہاڑ بلند کیا جو ہم نے تم کو دیا ہے اسے زور سے پکڑ لو۔ اور سن لو انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور نہیں مانتے (۲-۹۳)

اس تشبیہہ سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ یہودیوں کی طرح بے عمل نہ بن جانا مگر افسوس آجکل کے اکثر مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے کہ زبان سے تو قرآن کریم پر ایمان کا دعویٰ ہے مگر عملی حالت میں نافرمانی۔ جو اللہ تعالیٰ کی بیزاری کا باعث ہے یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ (الصف ع ۱) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں اللہ کے نزدیک یہ سخت بیزاری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ (۶۱ آیت ۲-۳) صاف ظاہر ہے کہ اپنے قول اور فعل کو برابر نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

Marfat.com

(۱۱) مومنوں کا اترانے والوں کی طرح نہ ہو جانا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ط (الانفال ع ۶) اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ (۸ - ۴۷)

یہ جنگ بدر کا واقعہ ہے جب کفار کا لشکر بڑے کر و فر اور ساز و سامان کے ساتھ اسلام کی مخالفت میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے مکہ سے نکلا۔ سپہ سالار ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنی قوت پر بڑا فخر تھا۔ کیونکہ وہ قبائل عرب پر اپنا رعب بٹھانا چاہتے تھے اور یہ دکھانا چاہتے تھے کہ اُن کی طاقت بڑی ہے مگر اللہ کو دکھاوا اور تکبر پسند نہیں۔ خدا کی شان کہ ابو جہل ابتدائے جنگ میں ہی دو ناتجربہ کار انصاری لڑکوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جس سے لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مشہور مثال ہے غرور کا سر نیچا۔ اس تشبیہ سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ تم فاتح ہو کر بھی کبھی اس غرض کے لئے جنگ نہ کرنا اور نہ اپنی قوت پر ناز کرنا۔ بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کی رضا مندی کو مدِ نظر رکھنا۔ کیونکہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ (القصص ع ۸) جب اس کی قوم نے اُسے کہا اترا نہیں اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۲۸ آیت ۷۶)

Marfat.com

(۱۲) اللہ کے سوائے پکارنے والوں کو اُس شخص سے جو اپنے ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلاتا ہے تشبیہ دینا

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ (الرعد ع ۲)

اور وہ جنہیں وہ اُس کے سوائے پکارتے ہیں وہ ان کی دُعا کو قبول نہیں کرتے مگر اُس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلاتا ہے تاکہ وہ اس کے منہ تک آپہنچے اور وہ اُس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی دعا ضائع ہی ہوتی ہے ($\frac{13}{14}$)

اللہ کے سوائے دوسرے معبودوں کو پکارنے والے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ تو وفات پا جانے کی وجہ سے ہماری دعاؤں کو سنتے ہی نہیں یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِیْنَ ۝ (یونس ع ۳) "سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ بس ہے۔ کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے" (۱۰۔ ۲۹) جس سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو معبود کر کے پکارا جاتا ہے اُنہوں نے اپنی زندگی بھر میں کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم خدا ہیں ہماری عبادت کرو۔ دوسرے یہ کہ اُن کی وفات کے بعد لوگوں نے خود انہیں اپنا خدا بنا لیا جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کو تیسرے یہ کہ باطل معبود

Marfat.com

اپنے پرستاروں کی دعاؤں سے ہی بے خبر رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت میں اُن لوگوں کو جو حقیقی معبود کو چھوڑ کر دوسرے باطل معبودوں سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اُس شخص سے مشابہت دی گئی ہے جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر بیٹھا رہتا ہے۔ کہ پانی اس کے منہ تک آجائے جیسے پانی اس کے مُنہ تک نہیں آسکتا اسی طرح جھوٹے معبود بھی اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں پہنچ سکتے گویا اُن کی دعائیں ضائع جاتی ہیں علاوہ ازیں جیسے پانی کو کچھ خبر نہیں کہ اس کی طرف ہاتھ پھیلا کر مانگنے والا کون ہے اور کیا مانگتا ہے اس طرح جھوٹے معبودوں کو بھی اپنے پرستاروں کی دعاؤں کا کوئی علم نہیں۔ کہ اُن سے دعائیں مانگنے والے کون ہیں اور کیا مانگتے ہیں۔ اس تشبیہہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو جعلی معبود تمہاری دعاؤں سے بھی بے خبر ہیں اُن سے اپنی حاجتیں طلب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ حقیقی معبود کو جو تمہاری حاجتوں کا علم رکھتا ہے اُسے پکاریں۔ اور کوشش کر کے دنیاوی اسباب سے فائدہ بھی اُٹھائیں۔

(۱۳) باطل معبودوں کا کچھ بھی اللہ کی مخلوق جیسا پیدا نہ کرسکنا

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ ط قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ط اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ج اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد ۲)
(کہہ کون آسمانوں اور زمین کا رب ہے؟ کہہ دے اللہ! کہہ تو کیا تم اُس کے سوائے حمایتی بناتے ہو جو اپنے بھلے اور بُرے کے مالک نہیں۔ کہہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہیں۔ یا کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں۔ یا کیا اُنہوں نے اللہ کے کوئی ایسے شریک بنائے ہیں۔ جنہوں نے (کچھ) پیدا کیا ہو جیسا اللہ پیدا کرتا ہے پھر پیدائش اُن کی نظر میں رل مل گئی کہہ دے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب (۱۳-۱۶)

اس آیت میں ایک تو اللہ تعالیٰ اپنی توحید پر بہت زور دیتا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ لوگ صرف ایک خدا سے تعلق رکھیں جس سے انسان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ کسی انسان کو خدا سمجھ کر یا خدائی کا رتبہ دے کر یا کسی اور چیز کو اپنا معبود ٹھہرانے سے انسان کو حقیقتاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ ایسے حمایتی اپنی ذات کے لئے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہوتے۔ دوسرے مشرکوں سے یہ پوچھتا ہے کہ کیا اُنہوں نے اللہ کے کوئی ایسے شریک بنائے ہیں۔ جنہوں نے کچھ اللہ کی مخلوق جیسا پیدا کیا ہے جس سے اُنہیں یہ شبہ پڑ گیا ہے کہ وہ پرستش کے قابل ہیں۔ تیسرے یہ اعلان کرتا ہے کہ ہر چیز کا خالق اکیلا خدا ہی ہے۔ اب جو مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے چمگادڑ بنائے تھے جو خدا کی مخلوق جیسی مخلوق ہے یا کوئی اور پرند بنائے تھے۔ اور اس کے ثبوت میں یہ آیت پیش کرتے

Marfat.com

ہیں۔ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج (آل عمران ع) "کہ میں تمہارے لئے کیچڑ سے پرند کی شکل کی مانند بناتا ہوں پھر اس کے اندر پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑنے والا ہو جاتا ہے۔ (۳۔ آیت ۴۸) وہ درحقیقت عیسائیوں کے ہاتھ میں مسیح کی خدائی کی ایک زبردست دلیل دیتے ہیں۔ کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو نہ صرف اللہ کا شریک بلکہ اُسے اپنا خدا ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے ایسے مسلمانوں سے ایک تو یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا حضرت مسیح کا بنایا ہوا جانور اللہ کی مخلوق جیسا تھا یا کچھ فرق تھا۔ دوسرے یہ کہ خلق اشیاء صرف خاصہ باری تعالےٰ ہے یا انسان بھی کر سکتا ہے تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالےٰ کو اس بات کا علم تھا کہ حضرت مسیح نے بھی جانور بنائے تو پھر یہ کیوں کہا کہ میں ہر چیز کا خالق ہوں اور کس واسطے مشرکوں کو یہ چیلنج دیا کہ مجھے دکھاؤ کہ تمہارے باطل معبودوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ (فاطر ع ۵) کہہ کیا تم اپنے شریکوں کو دیکھتے ہو جنہیں تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے۔ (۳۵۔ ۴۰) جبکہ خدا کو اس بات کا بھی علم تھا کہ حضرت مسیح کو عیسائیوں نے اپنا معبود بنایا ہوا ہے۔

چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے بنائے ہوئے جانوروں میں جان

Marfat.com

کیوں ڈالی جبکہ اُسے اس بات کا علم تھا کہ اس سے دنیا میں شرک پھیلے گا۔ اور مشرکوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا۔ کہ حضرت مسیح میں خدائی صفات تھے۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تو پھر جب حضرت مسیحؑ نے جانور بنائے اور اُن میں پھونک ماری تو پھر خدا نے اُن میں جان کیوں ڈالی صاف ظاہر ہے کہ پھونک مارنے والا مسیح اور جان ڈالنے والا اللہ تھا گویا مسیح بھی اس خلقت میں اللہ کا شریک تھا کیونکہ دونوں نے مل کر جانور بنائے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح کے جانور بنانے کا علم تھا تو پھر خدا کا مشرکوں سے یہ پوچھنا اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡئًا وَّ هُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ﴿الاعراف ع ۲۴﴾ کیا وہ اُس کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اور وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ (۷۔ آیت ۱۹۱) کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضرت مسیح نے جانور بنائے اور عیسائی اُنہیں اپنا خدا ٹھہراتے ہیں یہ آیت اس پر گواہ ہے کہ وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰـهَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ﴿المآئدہ ع ۱۶﴾ "اور جب اللہ نے کہا اے عیسٰے ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوائے دو معبود بنالو (۵۔ ۱۱۶)

(۱۴) کلام اللہ کو سچا ٹھہرانے والے کا اندھے کی طرح نہ ہونا

اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ کَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿الرعد ع ۲﴾ بھلا کیا و

Marfat.com

جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے سچ ہے اُس جیسا ہے جو اندھا ہے عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (۱۳ آیت ۱۹)

بلاشبہ قرآن کریم ایک روشنی ہے جو اپنے ماننے والوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ یہ آیت اس پہ گواہ ہے — کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (یہ) کتاب (ہے) جو ہم نے تیری طرف اُتاری تاکہ تو لوگوں کو اُن کے رب کے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لیجائے۔ اس کے رستہ کی طرف جو غالب تعریف کیا گیا ہے۔ (۱۴ آیت ۱) اندھیرے سے مراد ہے کہ کہ ہر قسم کی جہالت توہمات اور فاسد اعتقادات سے نکال کر صحیح علم اور صحیح خیالات کی طرف لے جائے۔ اور جو کلام الٰہی پہ ایمان نہیں لاتا وہ اندھیرے میں رہتا ہے۔ گویا وہ اندھا ہے اُسے خدا کا رستہ نظر آتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ مشرکانہ عقائد۔ باطل اوہام اور اندھی تقلید میں پھنسا رہتا ہے حالانکہ قرآن حکیم سیدھا رستہ دکھاتا ہے یہ آیت اس پر شاہد ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ بنی اسرائیل ع ۱ "بے شک یہ قرآن (وہ رستہ) دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان لانے والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ اُن کے لئے بڑا اجر ہے" (۱۷ آیت ۹) اس مثال سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان کو اپنے

* (ابراہیم ۱)

Marfat.com

سننے ۔ دیکھنے اور سمجھنے والے قویٰ استعمال کرنے چاہئیں تاکہ اللہ اُسے سیدھا رستہ دیکھنے کی توفیق بخشے اور اس کا اندھا پن جاتا رہے کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ہ (الحج ع ۶) ” تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں پس اُن کے دل ہوتے جن سے وہ سمجھتے یا کان ہوتے جن سے وہ سنتے ۔ کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ۔ جو سینوں میں ہیں ۔ (۲۲ آیت ۴۶)

(۱۵) کافروں کے اعمال کو راکھ سے تشبیہہ دینا

مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ط ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ہ (ابراہیم ع ۳) ” اُن لوگوں کی مثال جو اپنے رب کا انکار کرتے ہیں (یہ ہے کہ) اُن کے اعمال راکھ کی طرح ہیں ۔ جس پر آندھی کے دن ہوا زور سے چلے جو کچھ اُنہوں نے کمایا تھا ۔ اُس میں سے کوئی چیز اُن کے ہاتھ نہ آئے گی ۔ یہ پرلے درجے کی گمراہی ہے (۱۴ ۔ ۱۸) اس آیت سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہی نہیں وہ اپنے نیک اعمال کا بھی کوئی اجر نہیں پائیں گے ۔ کیونکہ اجر پانے کی نیت سے

Marfat.com

تو وہ کام کرتے ہی نہیں بلکہ نام و نمود کے لیے کرتے ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے یہ اعمال وہ ہیں جو حق کو نیست و نابود کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اعمال کو راکھ سے تشبیہہ دی گئی ہے جسے ہوا اُڑا کر ضائع کر دیتی ہے اسی طرح اللہ اُن کے اعمال کو بے کار کر دیتا ہے۔ اس مثال سے لوگوں کو ایک تو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اپنے پروردگار اور خالق پر ایمان رکھتے ہوئے نیک کام کریں تاکہ اجر پانے کے مستحق ہو سکیں اور دوسرے یہ کہ حق کو مٹانے کے لئے کوئی کام نہ کریں۔ کیونکہ ایسے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اپنے خالق اور رب کا انکار نہ کریں کیونکہ اجر دینے والا وہی ہے۔

(۱۶) پیدا کرنے والے خالق کا پیدا نہ کرنے والے کی طرح نہ ہونا

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝ (النحل ع ۲)

"تو کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا سو کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (۱۶-۱۷)

بلاشبہ جو پیدا کرتا ہے وہی قابل پرستش ہے کیونکہ وہ خالق ہے۔ اور جو پیدا نہیں کر سکتا وہ خالق نہیں ہو سکتا لہذا وہ عبادت کے لائق نہیں کیونکہ وہ خود پیدا شدہ ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے " وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ط اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ج وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (النحل ع ۲)" اور (۹

جنہیں یہ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں مردے ہیں نہ زندے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے"۔ (۱۶ آیت ۲۰ و ۲۱) ان آیات سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان جن کو لوگ خدا کر کے پکارتے تھے۔ وہ مرچکے تھے۔ کوئی اُن میں سے زندہ نہ تھا۔ اور نہ اُن کو یہ علم تھا۔ کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دوسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ جن کو انسانوں کے ایک بڑے حصہ نے خدا بنا رکھا ہے۔ وہ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مردوں میں داخل تھے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي (المائدہ ع ۱۶) "جب تونے مجھے وفات دے دی۔ (۵۔ ۱۱۷) کے الفاظ اس پر گواہ ہیں۔ مگر افسوس اکثر مذہبی راہ نما ان الفاظ سے وفات کے معنی نہیں لیتے مگر جب کسی میت کے لیے جنازہ کی نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اور جسے تو ہم میں سے وفات دینے تو اُسے ایمان پر وفات دے تو پھر توفی کے معنی وفات کے ہی لے لیتے ہیں۔ یہ ہے ان کا فہم قرآن جس پر اُنہیں بڑا ناز ہے تیسرے یہ واضح ہوتا ہے کہ اموات کے بعد غیر احیاء تاکید کے طور پر لایا گیا ہے کیونکہ اموات سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ آئندہ کبھی اُن پر موت آجائے۔ اس لئے فرمایا کہ نہیں وہ اس وقت بھی زندہ نہیں۔ بعض مذہبی پیشوا کہتے ہیں کہ یہ آیت بتوں کے متعلق ہے حالانکہ والذین کا صیغہ کبھی بھی محض بتوں کیلئے قرآن کریم میں استعمال نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی بت قیامت کے دن اٹھیں گے۔

Marfat.com

(۱۷) سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی کی طرح نہ ہو جانا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ (النحل ع ۱۳) "اور اُس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے محنت کر کے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب بنا لیتے ہو اس لئے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ کر ہو۔ اللہ اس طرح تمہیں آزماتا ہے اور وہ ضرور تمہارے لئے قیامت کے دن وہ باتیں کھول کر بیان کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (۱۶-۹۲)

چونکہ اکثر لوگ اپنے عہد۔ قول و قرار اور اپنی قسموں کو توڑ دیتے تھے اس لئے عہد کو پورا کرنے اور قسموں کو نہ توڑنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ (النحل ع ۱۳) اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کر لو۔ اور قسموں کو اُن کے پکا کرنے کے بعد مت توڑو اور تم اللہ کو اپنا ضامن کر چکے ہو۔ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (۱۶-۹۱)

دراصل یہ عہد اور قسمیں باہمی اختلاف کے باعث آپس میں فساد کا موجب

Marfat.com

بنانے کے لیے توڑی جاتی تھیں، جس کی تہہ میں یہ غرض ہوتی تھی کہ ہماری جماعت دوسری جماعت سے بڑھ جائے۔ جس کی اس آیت میں مخالفت کی گئی ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَکُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (النحل ع ۱۳) "اور اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب نہ بناؤ ایسا نہ ہو کہ قدم جمنے کے پیچھے پھسل جائے اور تم تکلیف کا مزہ چکھو اس لیے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔ (۱۶-۹۴)

جب برادران اسلام نے اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب بنا لیا تو پھر ان کی وسیع سلطنت بھی کاتے ہوئے سوت کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد فساد کا موجب بنانے کے لیے نہ توڑو۔ بلکہ ان کی محافظت کرو۔ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ (المائدہ ع) "اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (۵-۸۹) اور اپنے عہد کو پورا کرو جو مومن کی صفت ہے۔ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون ع ۱) "اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ (۲۳-۹)

(۱۸) اللہ کا شریک ٹھہرانے والے کو آسمان سے گرنے والے کی تشبیہ دینا

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (الحج ع ۴) اور جو کوئی اللہ

Marfat.com

کے ساتھ (اورکو) شریک بنائے تو گویا وہ بلندی سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسے اڑا کر دور کے مکان میں پھینک دے گی (۲۲-۳۱)

اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ توحید پہ قائم رہنے سے انسان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان اپنے جیسی ہستی کو خدا کا شریک ٹھہرا کر اپنے آپ کو نیچے گراتا ہے تیسرے یہ کہ مشرک کا انجام سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اللہ کا شریک ٹھہرانے کی ممانعت کی گئی یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمٰن ع ۲) "اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا کہ شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔ (۳۱ آیت ۱۳) اس تشبیہ سے یہ سکھایا گیا ہے کہ جیسے بلندی سے گرنے والے کا کوئی سہارا نہیں ہوتا اسی طرح سے مشرک کی بھی کوئی پشت و پناہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا خدا پر ایمان لائیں جو بڑا مضبوط سہارا ہے۔ کیونکہ وہ نہ صرف تمام جہانوں کا پالنے والا بلکہ ہر شے کا خالق ہے۔

(۱۹) موجودہ کافروں کا پہلے کافروں کی طرح کہنا

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ (المؤمنون ع ۵) بلکہ اسی کی طرح کہتے ہیں جو پہلوں نے کہا۔ کہتے ہیں کیا جب ہم مر جائیں گے۔ اور مٹی اور

Marfat.com

ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم دوبارہ اُٹھائے جائیں گے (سو ۲۳ - ۸۱) پہلے کافر بھی یہی کہا کرتے تھے یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ (المؤمنون ع ۳) کیا وہ تمہیں ڈراتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے۔ تو تم (پھر) نکالے جاؤ گے بہت ہی دور (از عقل) بات ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ یہ کچھ نہیں مگر صرف ہماری دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہم دوبارہ نہیں اُٹھائے جائیں گے (۲۳ آیت ۳۵ تا ۳۷) حقیقتاً مادہ پرست ہمیشہ حیات بعد از ممات یعنی بعث بعد الموت کی حالت پر نہ صرف تعجب بلکہ اس کا انکار ہی کرتے رہے اس لئے اُنہیں طرح طرح کے پیرایوں میں مختلف دلائل کے ساتھ سمجھایا گیا جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (الروم ع ۵) سو اللہ کی رحمت (بارش) کے آثار کی طرف دیکھ کس طرح زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

Marfat.com

وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ط
بَلٰٓی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ الاحقاف ع ۴) کیا انھوں نے غور
نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے
سے تھکا نہیں وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ ہاں وہ ہر چیز پہ
قادر ہے (۴۶ آیت ۳۳) اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ہ
اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی لا ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ہ
فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ
عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ہ (القیمۃ ع ۲) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ مہمل ہی
چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے پھر وہ ایک
لوتھڑا تھا سو (اُسے) پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا تب اُس سے دو زوج بنائے
مرد اور عورت کیا وہ اس بات پہ قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کرے (۷۵ آیت
۳۶ تا ۴۰) اس آیت سے یہ بتلایا گیا ہے کہ جس ہستی نے عجیب و غریب طریق سے
یہ زندگی بنائی۔ کیا وہ دوسری زندگی نہیں بنا سکتا؟ احادیث میں ہے کہ
آنحضرت جب یہ پڑھتے تو کہتے سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبَلٰی۔ یقیناً
اللہ تعالیٰ اُن تمام کاموں پہ قادر ہے جن سے اُس کی شان بلند ہوتی ہے
مگر وہ ایسے کام ہرگز نہیں کرتا جن سے اس کی شان نہ صرف گھٹتی ہو بلکہ
اُس پہ حرف آتا ہو۔ مثلاً عورت کو بغیر مرد کے حمل کر دینا جس سے یہ معلوم

۱ جن کا کرنا انسان کی طاقت میں رکھا گیا ہے مثلاً پاؤں کا بنانا۔ کلوں کا ایجاد کرنا اور سامان جنگ کا تیار کرنا

Marfat.com

ہو۔ کہ وہ بھی انسان کی طرح صاحب اولاد ہے۔ اس تشبیہ سے ایمان والوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ کافروں کے اُن اقوال اور رسومات کی جو قرآنی تعلیم کے خلاف ہوں نقل نہیں کرنی چاہیئے۔

(۲۰) کافروں کے اعمال کو چمکتی ریت سے تشبیہ دینا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(النور ع ۵) "اور جو کافر ہیں اُن کے اعمال چٹیل میدان میں چمکتی ریت کی طرح ہیں۔ جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ یہانتک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اُسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے سو وہ اس کا حساب اُسے پورا پورا دے دیتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۲۴ آیت ۳۹)

اس آیت میں کافروں کے اعمال کو سراب سے مشابہت دی گئی ہے۔ کیونکہ جیسے دور سے چمکتی ہوئی ریت سے ایک پیاسے شخص کو یہ دھوکا لگ جاتا ہے۔ کہ وہ پانی ہے لیکن نزدیک آکر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہاں پانی کا تو نام و نشان ہی نہیں اسی طرح کافروں کے مال و دولت۔ کروفر اور شان و شوکت کو دور سے دیکھنے سے ایک ایماندار شخص کو یہ دھوکا لگ جاتا ہے۔ کہ وہ تو بڑے خدا رسیدہ لوگ ہیں۔ لیکن اُن کے نزدیک رہ کر یہ معلوم ہو جاتا

Marfat.com

ہے کہ یہاں نورِ روحانیت کا نام و نشان ہی نہیں۔ یہ تمام مال و متاع اور ساز و سامان اور زیب و زینت محض دنیاوی اغراض اور نفسانی خواہشات سے وابستہ ہیں۔ خدا کی رضا مندی کا تو اُن میں کوئی شائبہ ہی نہیں۔ کیونکہ وہ تو نہ صرف مشرک بلکہ خدا کے ہی منکر ہیں۔ اس مثال سے ایک تو یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان کو ظاہری حالات سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِھَادُ ۝ (آل عمران ع ۲۰) "جو کافر ہیں اُن کا ملکوں میں تصرف تجھے دھوکے میں نہ ڈالے تھوڑا سا سامان ہے پھر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے (۳ آیت ۱۹۵ و ۱۹۶)

اور دوسرے یہ کہ دنیا کا مال و متاع اور ساز و سامان صرف چند روزہ ہے لہٰذا زندگی کا مقصد اسے نہیں بنانا چاہئے۔ بلکہ آخرت کی زندگی کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ وہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

(۱۲) کافروں کے اعمال کو سمندر کے اندھیرے سے تشبیہ دینا

اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ط ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ ط اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا ط وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (النور ع ۵) "یا جیسے گہرے

سمندر میں اندھیرے اس کے اوپر ایک لہر چڑھی آرہی ہے اس کے اوپر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل سے اندھیرے ہیں جو ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے۔ تو اُسے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اور جسے اللہ روشنی نہ دے اُسے کہیں بھی روشنی نہیں ملتی (۲۴:۴۰) اس آیت میں کافروں کے اعمال کو گہرے سمندر کے اندھیرے سے مشابہت دی گئی ہے۔

...... جس کی تاریکیوں میں کوئی شخص اپنا ہاتھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح کافر بھی اپنی گمراہیوں، سیاہ کاریوں، کوری تقلیدوں اور نفسانی خواہشوں کی تاریکیوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے حق کو نہیں دیکھ سکتا۔ گویا جہالت کے سمندر میں غرق رہتا ہے۔ چونکہ وہ اندھیرے میں رہنے کا عادی ہو چکا ہے لہذا وہ نور یعنی روشنی سے محروم رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا نور اُسی شخص کو ملتا ہے جو اپنے خالق سے تعلق پیدا کر کے اعمال صالحہ کرتا ہے۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ (الحدید ۱۹:۵۷) اور جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ اُن کے لیے اُن کا اجر اور اُن کا نور ہے" (۵۷-۱۹) اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو انسان اللہ کی عبادت، آنحضرتؐ کی

Marfat.com

رسالت اور قرآن کی ہدایت سے منہ پھیرتے ہیں وہی اندھیرے میں رہتے ہیں

(۲۲) جنت کا وعدہ پا لینے والے کا عذاب پانے والے کی طرح نہ ہونا

أَفَمَنْ وَعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (القصص ع)

بھلا جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے پھر وہ اسے پا لینے والا بھی ہے اُس کی طرح ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا سامان فائدہ اٹھانے کو دیا پھر وہ قیامت کے دن (عذاب میں) حاضر کیے گئے لوگوں میں سے ہوگا (۲۸ آیت ۶۱)

بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے وہ اللہ کے وعدہ کے مطابق جنت کو پائیں گے یہ آیت اس پر شاہد ہے "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ (النساء ع ۱۸)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ انہیں میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا سچا ہے (۴ آیت ۱۲۲) اور جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر دنیا کے کاموں میں ہی مشغول رہتے ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝

Marfat.com

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (ھود ع ۲) "جو دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت ہی چاہتا ہے ہم انہیں اُن کے عمل اسی زندگی میں پورے دیدیتے ہیں۔ اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیئے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے اس زندگی میں کیا کسی کام نہ آئے گا۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے باطل ہے (۱۱ آیت ۱۵ تا ۱۶)

اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ ایمان لا کر نیک کام کریں تاکہ اللہ کے وعدہ کے مواقف جنت حاصل کرنے کے مستحق ہو سکیں ورنہ عذاب پانے والے لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔ جو دنیا کے کاموں میں ہی مستغرق رہتے ہیں۔

(۲۳) مومن کا فاسق کی طرح نہ ہونا

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ ۝ (السجدۃ ع ۲)

"تو کیا وہ جو مومن ہے اس کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے (۳۲ آیت ۱۸) بلاشبہ فرمانبردار اور نافرمان کبھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ اُن کے اعمال میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی جزا اور سزا بھی مساوی نہیں۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا

Marfat.com

مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ٥ وہ جو ایمان لاتے ہیں۔ اور اچھے عمل کرتے ہیں تو اُن کا ٹھکانا باغ ہیں یہ اُن کی مہمانی ہے۔ اس کا بدلہ جو وہ کرتے تھے۔ اور جو نافرمان ہیں تو اُن کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی چاہیں گے کہ اس سے نکل جائیں اس میں لوٹا دیے جائیں گے۔ اور اُنھیں کہا جائے گا آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے۔ (۳۲ آیت ۱۹ و ۲۰) اس تشبیہ میں مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ نیک کام کریں تاکہ فاسق کی طرح نہ ہونے پائیں کیونکہ نیکوں اور بدوں کی زندگی اور موت کا یکساں ہونا گمان باطل ہے۔ آیت اس پر شاہد ہے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ٥ الجاثیۃ ع ۲) "کیا جو لوگ بدیاں کماتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ ہم اُنھیں اُن کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں یعنی اُن کا جینا اور اُن کا مرنا برابر ہے۔ بُرا ہے جو یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ (۴۵ع ۲۱)

(۴۲) حضرت موسیٰؑ کو ایذا دینے والوں کی طرح نہ ہو جانا

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ط وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ٥ (الاحزاب ع ۹)

Marfat.com

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسےٰ کو ایذا دی* (۳۳ آیت ۶۹) حقیقتاً یہودی حضرت موسیٰؑ کے متعلق بُری باتیں کہہ کر انہیں دُکھ دیا کرتے تھے یہ آیت اس پر گواہ ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ (الصف ع ۱) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا فرستادہ ہوں (۶۱/۱)

جیسے یہودی حضرت موسیٰؑ کے متعلق غلط باتیں بیان کرتے تھے اسی طرح منافق آنحضرتؐ کے متعلق غلط باتیں پھیلاتے تھے۔ اور بعض مسلمان بھی اپنی سادگی سے اُن کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعض اس قسم کے جھوٹے قصے حضرت زینبؓ کے متعلق بھی جو منافقین نے مشہور کئے تھے روایات میں راہ پا گئے۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ تنبیہہ کی گئی کہ وہ رسول اللہؐ کو ایذا دینے کے لئے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں کیونکہ ایذا دینے والوں کے لئے بڑا سخت عذاب ہے یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (الاحزاب ع ۷) اور تم کو مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو (۳۳ - آیت ۵۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب ع ۷) وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ

* جو اللہ نے اُسے اس سے بری کیا جو وہ کہتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک مرتبے والا تھا

Marfat.com

لئے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اُن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے"
(۳۳ آیت ۵۷) نہ صرف آنحضرت کو ایذا دینے کی ممانعت بلکہ مومن مرد اور مومن عورتوں
کے متعلق بھی غلط فہمیاں اور غلط باتیں پھیلانے اور ناپاک تہمتیں لگانے کی ممانعت
کی گئی ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ۝
(الاحزاب ع ۷) "اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر
اس کے کہ انہوں نے (قصور) کیا ہو تو وہ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھاتے
ہیں (۳۳ آیت ۵۸) اِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (النور ع ۳)
"جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت
میں لعنت ہے۔ اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے (۲۴ آیت ۲۳) اِنَّ الَّذِينَ
فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ (البروج ع ۱) وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن
عورتوں کو دکھ دیتے ہیں پھر توبہ نہیں کرتے تو اُن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے
اور اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے (۸۵ آیت ۱۰) اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ
سکھلایا گیا ہے کہ حتی الوسع کسی بشر کو ناحق دکھ اور تکلیف نہ دی جائے۔ اور نہ کسی
پر جھوٹا بہتان لگایا جائے۔ کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

(۲۵۱) جنتی عورتوں کی آنکھوں کو انڈوں سے تشبیہہ دینا

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ (والصّٰفّٰت ع ۲) "اور اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی بڑی آنکھوں والی ہوں گی گویا کہ وہ محفوظ کیے ہوئے انڈے ہیں (۲۷-۴۸) اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہشت میں عورتیں بھی ہوں گی جن کی آنکھوں کو انڈوں سے تشبیہہ دی گئی ہے گویا وہ بہت خوبصورت ہوں گی۔ خدا جانے عورتوں کے بہشت میں ہونے سے مردکیوں چونک جاتے ہیں۔ حالانکہ جس سوسائٹی۔ مجالس گھر اور کلب میں عورتیں نہ ہوں وہ اچھی نہیں لگتی چنانچہ خانہ کعبہ میں بھی مرد اور عورت مل کر کھلے چہرے طواف کرتے ہیں۔ اور نمازمیں بھی عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ اور جنگوں میں بھی بطور نرس کے کام کرتی ہیں۔ حقیقتاً جو انعام و اکرام مردوں کے لئے ایمان لانے اور اعمال صالحہ کرنے پر رکھا گیا ہے۔ وہی عورتوں کے لئے بھی۔ یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج (آل عمران ع ۲۰) "اُن کے رب نے اُن کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے سے ہو (۳/۱۹۴)۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥ (المومن ع ۵)" اور

Marfat.com

نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو وہی بہشت میں داخل ہوں گے اس میں بے حساب رزق دیئے جائیں گے۔ (۴۰ آیت ۴۰) اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ نظریں نیچی رکھنا ایک شرافت کا نشان ہے چنانچہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اس دنیا میں ہی نظریں نیچی رکھنے کا مساوی حکم دیا گیا ہے تاکہ مسلم خواتین بھی باہر کھلے چہرے نظریں نیچی رکھنے سے جنتی عورتوں کی صفات حاصل کر سکیں۔ مگر افسوس اکثر مسلمان مرد خود تو باہر کھلے چہرے نظریں نیچی رکھتے ہیں۔ مگر اپنی عورتوں کو ایسا نہیں کرنے دیتے۔ گویا انہیں نہ صرف شرم وحیا کے نشان سے بلکہ جنتی عورتوں کے اوصاف سے محروم رکھتے ہیں۔ جو سراسر ظلم اور ناانصافی ہے بلاشبہ نظریں نیچی رکھنا شرم وحیا کا نشان ہے اور یہ اللہ کی شان سے بعید ہے۔ کہ خود ہی ایک نشان قائم کرے پھر خود ہی عورتوں کے حق میں اس پر پردہ ڈالنے کا حکم دے کہ اس نشان کو مٹا دے۔ حالانکہ شرم وحیا کا نشان باہر بھی کھلا رہنا چاہیئے مگر افسوس یہ نکتہ حامیان رسمی پردہ کی سمجھ میں نہیں بیٹھتا۔

(۲۶) اللہ کی ذات اور صفات جیسا کسی کا نہ ہونا

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ ع ۲) اس کی مثل کوئی چیز نہیں (۴۲-۱۱)

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا کوئی جوڑا نہیں حالانکہ اس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے ہیں جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ج
يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ط (الشوریٰ ع ۲) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اس نے
تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے پیدا کیے اور چارپایوں کے بھی جوڑے
پیدا کیے) وہ اس طرح سے تمہیں پھیلاتا رہتا ہے (۴۲ آیت ۱۱) سُبْحٰنَ
الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (یٰس ع ۳) بے عیب ذات ہے جس نے سب جوڑے پیدا کیے
اس سے جو زمین اگاتی ہے اور ان کی اپنی جانوں سے اور اس سے جو وہ نہیں
جانتے (۳۶ آیت ۳۶) وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا (الزخرف ع ۱)
(اور وہ جس نے سب کے سب جوڑے پیدا کیے (۴۳ آیت ۱۲) حقیقتاً جوڑے
پیدا کرنے میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ ان کے درمیان توالد ہو اور انسان اور
حیوان کی نسل پھیلے چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ جو کبھی مرتا
نہیں (۲۵-۵۸) اس لیے اسے اپنی نسل کے بڑھانے کی کوئی حاجت نہیں
یہی وجہ ہے کہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ بَدِیْعُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ
(الانعام ع ۱۳) آسمانوں اور زمین کا عجیب طور پر پیدا کرنے والا۔ اس کا بیٹا کیسے ہو
سکتا ہے حالانکہ اس کی جورو نہیں (۶ آیت ۱۰۲) اس میں یہ حکمت ہے کہ جیسے
کوئی متاہل شدہ انسان اپنی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کو حاملہ کرتا ہے

Marfat.com

نہیں کرتا کیونکہ یہ نادانی کا کام ہے تو پھر وہ خدا جو حکمت والا اور دانائی والا ہے یہ حکم دے کہ کنواری کے قریب نہ جاؤ اور یہ اعلان کرے کہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ حضرت مریمؑ کو حمل کیوں کر دے جو سراسر اس کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ایک تو وہ اس کی بیوی نہیں دوسرے وہ مخلوق کی حیثیت سے خالق کے برابر نہیں ہو سکتی تیسرے خالق اور مخلوق میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ عورتوں کو مردوں کی کھیتی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (البقرہ ع ۲۸) تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں[1] (۲ آیت ۲۲۳) اب مسلمانوں کا اس آیت إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ ع ۳) یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲-۲۰) کی غلط تاویل کرکے یہ کہنا کہ باوجود بیوی نہ ہونے کے پھر بھی اللہ نے اپنی قدرت سے بغیر مرد کے حضرت مریمؑ کو حمل کر دیا سراسر اللہ پر افترا اور بہتان ہے کیونکہ جو حمل کر سکتا ہے وہ صاحب اولاد بھی ہو سکتا ہے مگر یہ نکتہ مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں بیٹھتا حالانکہ اس سے اللہ کی ذات اور صفات پر ایک بڑا بھاری حرف آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ وہ کام کرتا ہے جس سے اس کی شان بڑھتی ہے۔ اور کبھی وہ کام نہیں کرتا جو اس کی شان کے شایان نہ ہو یا اس کی شان میں کوئی عیب لائے یا اس کی شان میں کوئی نقص پیدا کرے۔ چنانچہ حمل کرنا انسانی صفت ہے نہ کہ خدا کا۔ علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی وہ کام نہیں کرتا جس کا کرنا انسان کی طاقت میں رکھا گیا ہو۔ مثلاً ریڈیو کا بنانا، ٹیلی ویژن کا ایجاد کرنا۔ اور عورتوں کو بغیر مرد کے

---

[1] صاف ظاہر ہے کہ عورتیں مردوں سے حمل لیتی ہیں یہ آیت اس پر گواہ ہے فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا (الاعراف ع ۲۴) پھر جب اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانپ لیا تو وہ ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیتی ہے (۷-۱۸۹)

ختم کر دیا۔

(۲۷) جہازوں کو پہاڑوں سے تشبیہ دینا

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ (الشوریٰ ع ۴) اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں جیسی کشتیاں ہیں (۴۲ - ۳۲) وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ (الرحمٰن ع ۲) اور اسی کی کشتیاں ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اٹھی ہوئی ہیں (۵۵ - ۲۴) دراصل کشتیوں اور جہازوں کا سمندر میں چلنا اللہ کے فضل کے نشانات میں سے ہے۔ کیونکہ ان سے ایک ملک کے مسافر دوسرے ملک کو آسانی سے پہنچ جاتے ہیں۔ اور مال تجارت بھی ایک ملک سے دوسرے ممالک کو لے جاتے ہیں۔ اور پہاڑوں کی طرح اٹھی ہوئی کشتیاں وہی ہیں جو اس زمانہ میں نظر آتی ہیں۔ اور انہی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں جب چاہے انہیں فنا کر دے۔ چونکہ اللہ کے بندے خداداد قوٰی اور سامانوں کو استعمال کر کے جہاز بناتے ہیں۔ اس لئے اللہ نے جہازوں کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس تشبیہ سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو لوگ رفاہ عام کے مفید کام کریں گے۔ انہیں کے نام دنیا میں بلند ہوں گے۔

(۲۸) کافروں کو حیوانوں سے تشبیہ دینا

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ (محمد ع ۲) اور جو کافر ہیں وہ چند روزہ فائدہ اٹھاتے

Marfat.com

ہیں اور کھاتے ہیں جس طرح چارپائے کھاتے ہیں اور آگ اُن کا ٹھکانا ہے" (۱۲/۴۷)
چونکہ کافروں کی زندگی کا نصب العین سوائے کھانا کھانے اور عیش و عشرت کرنے کے
اور کچھ نہیں ہوتا اس لیے انہیں حیوانوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ اُن کی بھی
یہی غرض ہوتی ہے اس تشبیہ سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ جو شخص اپنی زندگی کا کوئی صحیح
اور عمدہ نصب العین نہیں بناتا وہ کبھی بھی ترقی کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

(۲۹) قرآنی احکام پر چلنے والے کا اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے کی طرح نہ ہونا

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ
وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ ہ (محمد ع ۲) "تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف
سے ایک کھلی دلیل پر (قائم) ہے اس کی طرح ہو سکتا ہے جسے اُس کا بُرا عمل
اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں (۴۷ آیت ۱۴)
بلاشبہ جو لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول
کے احکام سے نہ صرف لاپرواہ ہوتے ہیں بلکہ اُنہیں حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہیں مگر مومن ہرگز ایسا نہیں کرتے یہی وجہ ہے۔ کہ دونوں کا مقام الگ
الگ ہے جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ
کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ہ
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ
مِّنْہُ وَفَضْلٍ لا وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ہ (النساء ع ۲۴)

"اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آ چکی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف واضح کرنے والا نور نازل کیا ہے۔ سو وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑا تو اُن کو وہ اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور اُن کو وہ اپنی طرف سیدھی راہ پر چلائے گا۔ (النساء ع ۲۴)

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ٥ (الروم ع ۴) "بلکہ جو ظالم ہیں وہ اپنی خواہشات کی پیروی بغیر علم کے کرتے ہیں سو اُسے کون ہدایت دے جسے اللہ گمراہ ٹھہرائے اور اُن کے لیے کوئی مددگار نہیں" (ر ۴ آیت ۲۹) اس تشبیہ نے مسلمانوں کو یہ سکھلایا ہے کہ جو خواہشات اور رسومات قرآنی تعلیم کے خلاف ہوں اُن پر عمل نہ کیا جائے اسی طرح سے جو اعتقادات کلام ربانی کے خلاف ہوں اُنہیں اختیار نہ کیا جائے۔

(۱۲) منافقوں کا اُس شخص سے جس پر موت کی بیہوشی ہو تشبیہ دیا جانا

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ (محمد ع ۳) اور جو ایمان لائے وہ کہتے ہیں کوئی سورت نازل کیوں نہیں ہوتی پس جب ایک واضح معنی والی سورہ نازل کی گئی اور اس میں جنگ کا ذکر کیا گیا تو تُو اُنہیں دیکھتا ہے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں اس شخص کی طرح جس پر موت (کے خوف) سے

Marfat.com

بیہوشی طاری ہو۔ سو اُن کے لئے ہلاکت ہے (۴۷ آیت ۲۰) اس آیت میں اُن منافقوں کا ذکر کیا گیا ہے جو جنگ کرنا ناپسند کرتے تھے اور طرح طرح کے بہانے بنا کر جہاد سے منہ پھیرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ جنگ کے متعلق ابھی احکام نازل نہ ہوں۔ چنانچہ اُن کی حالت کا نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے۔ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ (النساء ع ۱۱) "پھر جب اُن پر جنگ ضروری ٹھہرائی گئی تو اُن میں سے ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جس طرح اللہ سے ڈرنا چاہیے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور بولے اے ہمارے رب تُو نے ہم پر جنگ کرنا کیوں ضروری ٹھیرایا۔ کیوں تھوڑی مدت تک ہم کو ڈھیل نہ دی" (۴ آیت ۷۷) بلاشبہ جس میں جہاد کی تڑپ ہو اور یہ خواہش ہو کہ جنگ کے احکام نازل ہوں وہ تو ایماندار اور جو جہاد کو ناپسند کرے اور اس سے منہ پھیرے وہ منافق اور جو یہ کہے کہ اب جہاد حرام و قبیح ہے۔ اُسے کس نام سے پکارا جائے۔ اس تشبیہ سے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کرنے سے ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ کوئی قوم بغیر جنگ کئے ترقی نہیں کر سکتی۔ غیر مسلموں کی حالت اس پر گواہ ہے۔

(۳۲) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا بخل کرنے والوں کی طرح نہ ہونا

هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم

Marfat.com

مَّنْ يَّبْخَلُ ج وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ط وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ج وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○ (محمد ع ۴) "دیکھو تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے تنگ دل نہ ہوں گے۔ (۴۷ آیت ۳۸) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بہت وسیع معنی ہیں۔ چنانچہ قوم کی ترقی۔ ملک کی بہبودی اور مذہب کی اشاعت کے لئے خرچ کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ اس تشبیہہ سے اہل اسلام کو بطور سرزنش کے یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم بخل کرو گے تو پھر اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئیگا جو رفاہ عام کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرے گی اسی طرح جہاد سے منہ موڑنے پر تنبیہہ کی گئی ہے یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۵ لا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ط (توبہ ع ۶) اگر تم نہ نکلو تو وہ تم کو دردناک عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا۔ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ (۹ آیت ۳۹) جب اہل اسلام اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے کے قابل نہ رہے تو پھر بطور سزا کے دوسری قومیں ان پر مسلّط کر دی گئیں بلاشبہ ایک حکمران قوم کا دوسری قوم کے ماتحت

Marfat.com

محکوم ہو کر رہنا ہی عذابِ الٰہی ہے مگر افسوس برادرانِ اسلام اپنی کمزوریوں کو محسوس نہیں کرتے اور نہ اپنے زوال کے اسباب پر کوئی غور کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں چھینتا جب تک کہ وہ اپنی عملی حالت کو نہ بدل لیں۔ یہ آیت اس پر شاہد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الانفال ع ۷) " یہ اس لئے کہ اللہ کبھی کسی نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم پر کی ہو جب تک کہ وہ خود اپنی حالتوں کو نہ بدلیں (۸-۵۳) صاف ظاہر ہے کہ نیک اعمال سے ہی خدا کی نعمتیں ملتی ہیں اور برے کاموں کی وجہ سے ہی چھینی جاتی ہیں۔

(۳۲) غلمانوں کو موتیوں سے تشبیہہ دینا

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ (الطور ع ۱) " اور اُن کے پاس اُن کے غلام پھرتے ہوں گے۔ گویا کہ وہ پردے میں رکھے ہوئے موتی ہیں (۵۲-۲۴) غلمان سے یہاں جنتیوں کے وہ بچے مراد ہیں جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور دنیا کی دلچسپیوں میں کوئی حصہ نہ لیا اور نہ دنیا کی آلودگیوں میں مبتلا ہوئے کیونکہ چھوٹی عمر میں ہی پردہ پوش ہو گئے یہی وجہ ہے کہ اُنہیں پردے میں رکھے ہوئے موتیوں سے تشبیہہ دی گئی۔ گویا وہ بہت خوبصورت اور صاف ستھرے ہوں گے کیونکہ وہ گناہوں سے معصوم رہے۔ اس تشبیہہ سے یہ سکھلایا ہے کہ گھر کے خادم اور خادمہ کو بھی پاک صاف

Marfat.com

اور سفید چھپایا ہوا سمجھے۔

(۴) جنت کی حوروں کو موتیوں یا یاقوت اور مونگوں سے تشبیہ دینا
فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا
جَآنٌّ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ
(الرحمٰن ع ۳) ان میں نگاہ نیچی رکھنے والی حوریں ہیں ان سے پہلے
کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ جن نے۔ گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں (۵۵ آیت ۵۶ تا ۵۸)
وَحُوْرٌ عِیْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ
(الواقعہ ع ۱) اور خوبصورت حوریں محفوظ رکھے ہوئے موتیوں کی طرح اس کا
بدلہ جو وہ کرتے تھے (۵۶ آیت ۲۲ و ۲۳) جنت کی حوروں کو موتیوں سے
تشبیہ دی گئی ہے گویا ان کا حسن بہت دلکش ہوگا۔ حوروں کی خوبصورتی کی
مثال اس واسطے دی گئی ہے کہ مرد خواہ خود کتنے ہی بدصورت ہوں ہمیشہ
یہی خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی بیوی خوبصورت ہو علاوہ ازیں یہ بھی چاہتے
ہیں کہ بیوی کنواری اور نوجوان ہو۔ اس لئے اللہ کا ارشاد ہے کہ بہشت
میں کنواری اور کمسنی جوانی والی عورتیں ملیں گی۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ
فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (الواقعہ ع ۱)
ہم نے انہیں ایک نئی پیدائش میں اٹھا کھڑا کیا ہے پس انہیں نوجوان بنایا
ہے محبت والیاں ہم عمر۔ برکت والوں کے لئے (۵۶ آیت ۳۵ تا ۳۸)

Marfat.com

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم نے ایک بڑھی عورت کے سوال پر کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ ہوگی اور وہ غمناک ہوئی تو آپ نے یہی آیت پڑھی یعنی بوڑھی عورتیں جنت میں ایک نئی پیدائش حاصل کرلیں گی۔ اس لئے اُن پر بوڑھی کا لفظ صادق نہیں آئیگا۔ غرضیکہ جیسے مردوں کو خوبصورت عورتوں کا ساتھی بنا دیا جائے گا ویسے ہی عورتوں کو بھی خوبصورت مردوں کا جوڑا بنا دیا جائے گا۔ کیونکہ اعمال صالحہ کا بدلہ دونوں کو یکساں دیا جائیگا۔ علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جنت کی عورتوں کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے کہ انہیں ابھی تک کسی مرد نے نہیں چھوا اسی طرح حضرت مریم کا قول اپنے متعلق ہے کہ مجھے ابھی تک کسی مرد نے نہیں چھوا آخر جنت کی عورتیں بھی جائز طور پر چھوئی جائیں گی جیسا کہ حضرت مریم جائز طور پر چھوئی گئی۔ کیونکہ عورت تو چھوئے جانے کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔ نہ کہ ہمیشہ کنواری رہنے کے لئے ☆

۴۴۔ سخت دل والے لوگوں کی طرح نہ ہو جانا

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ○ (الحدید پ ۲۷ ع ۱۷) اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر اُن پر لمبا زمانہ گزر گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے بہت سے نافرمان ہیں ۵۷ آیت ۱۶)

نہ صرف یہودیوں کے بلکہ دوسرے اہل کتاب کے بھی دل عرصہ دراز گذرنے کے بعد سخت ہو گئے تھے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اتفاق اور دوستانہ

☆ کنواری عورتوں کا نکاح ہونا روز مرہ دیکھا جاتا ہے ... ... ہے۔ چنانچہ ... لڑکی پر نہیں کہا گیا کہ کنواری رہنے کی حالت میں لڑکا ہوگا۔

إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝
فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَ
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم
بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ط

(الانعام ع ۵) "اور بلاشبہ ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے تب ہم نے اُن کو تکلیف اور دکھ میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں تو جب اُن پر ہمارا عذاب آیا کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے اسے اُن کے لئے خوبصورت کر دکھایا جو وہ کرتے تھے۔ سو جب انہوں نے اُسے چھوڑ دیا جس کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب اس پر بہت خوش ہو گئے جو اُنہیں دیا گیا تھا ہم نے اُن کو اچانک پکڑ لیا تب وہ مایوس ہو گئے۔ یوں اس قوم کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ظلم کیا۔ (۶ آیت ۴۲ تا ۴۵) صاف ظاہر ہے کہ جو قوم اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے تکالیف، مصائب اور دکھوں میں مبتلا ہو جائے اگر وہ اس وقت بھی اللہ کی بارگاہ میں عاجزی، توبہ اور استغفار نہ کرے اور نہ اس کی طرف رجوع کرے اور نہ اپنی اصلاح کرے تو پھر سمجھ لیجئے کہ اس قوم کے دل سخت ہو گئے ہیں۔ جس کا علاج یہ بتلایا گیا ہے۔ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

Marfat.com

اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (الحدید ع ۲)

"کیا اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جائیں اور اس کے لئے) جو حق سے اُترا (۵۷ آیت ۱۶) کیونکہ فرقان حمید دلوں کی سختی کو دُور کر کے اُنہیں نرم بنا دیتا ہے یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط (الحشر ع ۳) اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اُتارتے تو تو اُسے اللہ کے خوف سے گرا ہوا پھٹا ہوا دیکھتا (۵۹ آیت ۲۱) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط (الزمر ع ۳)

اللہ نے بہترین کلام اُتارا ہے (یعنی) کتاب جس کی باتیں ملتی جلتی دوہرائی گئی ہیں اس سے اُن لوگوں کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر اُن کے بدن اور اُن کے دل اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں ($\frac{۳۹}{۲۳}$)

اگر اس نسخہ پر بھی عمل نہ کیا گیا تو پھر پہلے لوگوں جیسا ہی برتاؤ کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ کا قانون اُن میں رہا ہے۔ جو پہلے گزر چکے اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اس تشبیہہ سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ اللہ کا ذکر کرتے رہیں اور اس کی طرف جھکتے رہیں اور قرآنی تعلیم پر عمل کرتے رہیں تاکہ دل سخت نہ ہونے پائیں ورنہ وہی حشر ہو گا۔ جو پہلی قوموں کا ہُوا۔ کیونکہ مجرم قوم سے سزا نہیں ٹلتی۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۞ (الاحزاب ع ۸)

Marfat.com

(۵۳) اللہ کو بھول جانے والوں کی طرح نہ ہو جانا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ (الحشر ع ۳) اور اُن کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اُس نے اُنہیں اپنا آپ بھلوا دیا یہی نافرمان ہیں۔ (۵۹ آیت ۱۹)

یقیناً اللہ کو بھول جانا بڑا گناہ ہے نہ صرف یہودی بلکہ عیسائی بھی اللہ کی نصیحت کو بھول گئے یہ آیات اس پر گواہ ہیں۔ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ○ اور جو اُن یہودیوں کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ بھول گئے (۵ آیت ۱۳) وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ○ (المائدہ ع ۳) اور اُن سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے عہد لیا مگر وہ اس کا ایک حصہ بھول گئے جو انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ (۵ آیت ۱۴) اس لئے اُن کی تشبیہ سے اہل اسلام کو آگاہ کیا گیا کہ اُن کی طرح نہ ہو جانا کیونکہ اللہ کی نصیحت کو بھول جانے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا یہ آیت اس پر شاہد ہے۔ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ (الاعراف ع ۲۱) سو جب اُنہوں نے بھلا دیا جس کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی ہم نے اُن کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے اور جو ظالم تھے اُن کو سخت عذاب میں پکڑ

Marfat.com

لیا اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے (۷، آیت ۱۶۵)

(۳۶) اللہ کی راہ میں صف باندھ کر جنگ کرنے والوں کو مضبوط دیوار سے تشبیہ دینا

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (الصف ۶۱) "اللہ اُن سے محبت رکھتا ہے جو اس کے رستے میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ مضبوط دیوار ہیں" (۶۱ آیت ۴) چونکہ مومن اللہ کی راہ میں جنگ کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیتا ہے اس لئے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قول کو عمل میں لانے کے لئے اپنی جان بھی حاضر کر دیتا ہے صاف ظاہر ہے کہ اپنے قول کا پورا کرنا ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ صف باندھ کر جنگ کرنا یہی وجہ ہے کہ قول وفعل کے برابر رکھنے والوں کو مضبوط دیوار سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے دیوار اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے اسی طرح وہ بھی اپنے قول پر قائم رہتے ہیں۔ اور اللہ کی خوشنودی حاصل کر لیتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے قول وفعل کو برابر نہیں رکھتے نہیں رکھتے وہ اپنے آپ کو اللہ کے غضب کا محل بنا لیتے ہیں یہ آیت اس پر گواہ ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (الصف ۶۱) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک

بہ سخت بیزاری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں (۶۱ آیت ۲ و ۳) اس تشبیہ سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ اپنے قول کو عمل میں لائیں۔ تاکہ دنیا میں عزت اور وقار سے رہ سکیں۔ اور اللہ کی رضامندی بھی حاصل کر سکیں۔

(۱۷۱) مومنوں کا حضرت عیسےٰؑ کے حواریوں کی طرح دین کے مددگار بن جانا

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ (الصف ع ۲) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جس طرح عیسےٰؑ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا اللہ (کے رستے) میں کون میرے مددگار ہیں حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں (۶۱ آیت ۱۴) آخر حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں میں کوئی تو خوبی کی بات تھی جس کی مثال دے کر ایمانداروں کو اللہ کے دین کا مددگار بننے کا حکم دیا گیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو یہ حکم دیا تھا۔ "کہ تم تمام دُنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" (مرقس ۱۶-۱۵) چنانچہ اُنہوں نے منادی کی اور بہت سی تکلیفیں بھی اُٹھائیں۔ پھر اسی حکم کی تعمیل میں عیسائیوں نے مقدس بائیبل کا ترجمہ صدہا زبانوں میں کر کے اُسے دُنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔ مگر افسوس برادرانِ اسلام خوابِ غفلت میں ہی پڑے رہے۔ حالانکہ اہل اسلام کو قرآن حکیم کی تعلیم پھیلانے کے لئے عیسائیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ

لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ اُن کے لئے تو اللہ کا حکم ہے اور عیسائیوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا۔ مگر عیسائیوں نے تو اُسے خدا کا ہی حکم سمجھا اور اپنے مذہب کی خوب تبلیغ کی۔ اور مسلمانوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کو ایک انسانی حکم بھی نہ سمجھا اور اپنے مذہب کی تبلیغ سے مُنہ موڑا۔ اب دونوں کی تبلیغ کا موازنہ کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ باطل عقائد رکھنے والے تو تمام دُنیا میں تبلیغ کر رہے ہیں اور صحیح عقائد رکھنے والے اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلتے۔ اور اتنی بھی ہمت نہیں کرتے کہ دُنیا کو یہ بتلا سکیں کہ عیسائیوں کا فلاں عقیدہ باطل ہے۔ تاکہ لوگ باطل عقاید کو چھوڑ کر اسلام قبول کر سکیں۔ چنانچہ عیسائی بڑے زور شور کے ساتھ لوگوں سے ایک تو یہ منواتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ خدا (نعوذ باللہ) جس کی اہل اسلام یہ کہہ کر کہ اُنہوں نے نہ صرف جانور بنائے بلکہ جسمانی مردوں کو بھی زندہ کیا اُن کے باطل عقیدے کی تائید کر دیتے ہیں جس پر وہ علانیہ کہہ دیتے ہیں کہ خلق کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا خدا کی صفات میں سے ہیں۔ جن کا کسی نبی سے آج تک ظہور نہیں ہوا حتیٰ کہ حضرت محمدؐ نے بھی کوئی جانور نہیں بنایا۔ اور نہ کسی مردہ کو زندہ کیا کیونکہ قرآن حکیم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور دوسرے یہ منواتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ خدا کے بیٹے (نعوذ باللہ) کیونکہ وہ روح القدس کی قدرت کے حمل سے پیدا ہوئے تھے۔ جس کی مسلمان بجائے تردید کے یہ کہہ کر کہ حضرت مریمؑ کو بغیر مرد کے خدا کی قدرت سے حمل ہوا تھا۔ اُن کے باطل عقیدے کی تائید کر دیتے ہیں کیونکہ وہ برملا کہہ دیتے ہیں کہ جس نے حمل

Marfat.com

کیا بیٹا اسی کا۔ تو پھر اس وقت برادران اسلام بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں۔ در اصل یہ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کے نتائج ہیں* ایسے مسلمان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب ایک آیت کی دو تین تاویلیں ہو سکتی ہیں تو پھر وہ تاویل کیوں کی جائے جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید ہو مگر اس کے سمجھنے کے لئے نہ صرف علم بلکہ دماغ چاہیئے۔ علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جس قوم کو اپنے مشرکانہ باطل عقاید پھیلانے کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کی تائید مل جائے بھلا وہ کیونکر اپنے مذہب کی اشاعت میں کامیاب نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پادری صاحبان جو عیسائی مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں وہ ہر ملک اور ہر شہر میں پائے جاتے ہیں۔ مگر ہمارے مذہبی راہ نما اسلام کی اشاعت کے لئے اپنے گھروں سے بھی باہر نہیں نکلتے۔ اور اگر کہیں باہر نکلتے بھی ہیں۔ تو صرف مسلمانوں کو فروعی باتوں پر آپس میں لڑانے کے لئے یا دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کی تکفیر کے لئے یا مذہب کی آڑ لے کر حکومت میں کوئی عہدہ لینے کے لئے اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان حضرت مریم اور مسیح کے متعلق موجودہ عقاید رکھتے ہوئے عیسائیوں میں تبلیغ نہیں کر سکتے کیونکہ عیسائیوں کے بھی یہی عقاید ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان کا عیسائی ہو جانا تو بہت آسان مگر ایک عیسائی کا مسلمان ہو جانا بہت مشکل۔

(۳۸) مچھلی والے کی طرح نہ ہو جانا

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ (القلم ع ۲) سو اپنے رب کے حکم کا انتظار کر اور مچھلی

* جو عیسائیوں کے باطل عقائد کو تقویت پہنچاتے ہیں

Marfat.com

والے کی طرح نہ ہو جا جب اُس نے پکارا اور وہ رنج سے بھرا ہوا تھا (۶۸ ع ۲ ق ۲)
حضرت یونس اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ اور اللہ کے حکم کا انتظار نہ کیا۔ گویا جلد بازی سے کام لیا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانبیاء ع ۶)
اور ذوالنون کو جب وہ (قوم پر) ناراض ہو کر چلا گیا اس نے گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے پس اُس نے مشکلات میں پکارا کہ تیرے سوائے کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں سو ہم نے اس کی (دعا) قبول کی اور اُسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں (۲۱ آیت ۸۷ و ۸۸) اس تشبیہ سے جناب رسالتمآب کو یہ ہدایت کی گئی کہ حضرت یونس کی طرح جلد بازی سے کام نہ لیں۔ بلکہ اللہ کے حکم کا صبر سے انتظار کریں۔ جس سے مسلمانوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے۔

(۳۹۱) آسمان کا تلچھٹ کی طرح اور پہاڑوں کا اُون کی طرح ہو جانا

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ (المعارج ع ۱) جس دن آسمان تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ اُون کی طرح ہو جائیں گے (۷۰ آیت ۸ و ۹) وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ (القارعۃ ع ۱)

Marfat.com

اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے (۱۰۱ آیت ۵) یہ واقعات قیامت کے دن ہوں گے جب نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ گویا ایک عظیم الشان انقلاب ہو گا جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ (التکویر ع ۱) "جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور جب تارے جھڑ جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (۸۱ آیت ۱ تا ۳) وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝ (التکویر ع ۱) اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی اور جب دوزخ بھڑکائی جائے گی اور جب بہشت قریب لائی جائے گی ہر شخص جان لے گا کہ کیا لایا ہے۔ (۸۱ آیت ۱۱ تا ۱۴) اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ کام کریں جو قیامت کے دن ان کے کام آئیں تاکہ انہیں ندامت نہ اٹھانی پڑے۔

(۴۰) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دینا

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۵ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (المزمل ع ۱) ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر گواہ ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا (۷۳ - ۱۵) اس آیت میں آنحضرت کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

Marfat.com

مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الاحقاف ع ۱) کہہ کیا تم دیکھتے ہو اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کرتے ہو اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اپنے مثیل (کے آنے) کی گواہی دی تھی سو اس نے تو مانا اور تم تکبر کرتے ہو اللہ ظالم لوگوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا" (۴۶ آیت ۱۰) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک یہودی حضرت موسیٰؑ کی مندرجہ ذیل پیشگوئی کے ماتحت آنحضرتؐ پر ایمان لے آیا کیونکہ یہ پیش گوئی عام طور پر یہودیوں میں مشہور تھی۔ جس کی تطبیر نے کر کفار سے کہا گیا کہ ایک بنی اسرائیل تو ایمان لے آیا مگر تم رسول اللہ اور قرآن کا انکار کرتے ہو۔" خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی سننا۔ میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہی وہ ان سے کہے گا۔" (استثناء ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۸) اس تشبیہ سے یہ بتلایا گیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں سوائے محمد رسول اللہؐ کے کسی نبی نے حضرت موسیٰ جیسا نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا جیسے حضرت موسیٰؑ شریعت والے رسول تھے اسی طرح آنحضرتؐ بھی۔

(۱۴) نصیحت سے منہ پھیرنے والوں کو بدکے ہوئے گدھے سے تشبیہ دینا

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝

Marfat.com

فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ (المدثر ع ۲) "پس انہیں کیا ہوا کہ وہ نصیحت سے منہ پھیرنے والے ہیں گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں شیر سے بھاگ رہے ہیں (۴۹ تا ۵۱) اس تشبیہ سے لوگوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ نصیحت کرنے والے سے ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ (الاعلیٰ ع ۱) سو نصیحت کرتا رہ نصیحت یقیناً نفع دیتی ہے وہی نصیحت حاصل کرتا ہے جو ڈرتا ہے اور بدبخت اس سے دور رہتا ہے جو بڑی آگ میں داخل ہوگا (۸۷: ۹ تا ۱۲)

(۴۲) لوگوں کا بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جانا

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ (القارعۃ ع ۱) "جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے" (۱۰۱ آیت ۴) یہ قیامت کے دن کا ایک نظارہ ہے جب لوگ پریشانی کی حالت میں بھاگ رہے ہوں گے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ (المعارج ع ۲) "اس دن وہ قبروں سے نکل پڑیں گے دوڑتے ہوئے گویا کہ وہ کسی نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں (۷۰ آیت ۴۳) اس تشبیہ سے یہ بتلایا گیا ہے کہ جیسے پروانے روشنی کی طرف دوڑتے ہیں اسی طرح لوگ بھی اپنے نشانوں کی طرف دوڑیں گے

Marfat.com

صاف ظاہر ہے کہ قیامت کے روز ایک عظیم الشان انقلاب ہوگا۔

(۱۳۴) مسلمانوں کا پہلے حکمرانوں کی طرح حکمران بنایا جانا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور ع ۷) "اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ اُنہیں زمین میں حکمران بنائے گا جیسا اُنہیں حکمران بنایا جو اُن سے پہلے تھے* اور وہ اُن کے لئے اُن کے خوف کے بعد بدل کر امن (کی حالت) کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد کفر کرے تو وہی نافرمان ہیں (۲۴ آیت ۵۵) جب تک اہل اسلام ایمان دار رہ کر نیک کام کرتے رہے تب تک وہ حکمران ہی رہے گویا خدا کا وعدہ پورا ہوتا رہا کیونکہ وہ اس آیت کے مصداق رہے وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۴) "اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم مومن ہو" (۳ آیت ۱۳۸) مگر جب ایمان میں نقص پیدا ہو گیا۔ اور اعمال صالحہ کی طرف چنداں توجہ نہ رہی تو پھر سلطنت بھی

*۔ اور وہ ان کے لئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔

Marfat.com

چھن گئی دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجیئے کہ جب تک اہل اسلام غیر مسلموں کے مقابلے پر علم و ہنر اور سائنس میں ترقی پر رہے یہ حکمران ہی رہے مگر جب غیر مسلم علم و ہنر اور سائنس میں ترقی کر کے مسلمانوں پر فوقیت پا گئے تو پھر اہل نصاریٰ کی ملکی اور مذہبی سیاست اسلامی ممالک پر چھا گئی اور مسلمان یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ ملک و دین ہمارا۔ مگر غلبہ اہل نصاریٰ۔ چنانچہ اب مسلمان اپنی سیاست اور ریاست گنوا کر ایسی جمود کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ بجائے ترقی کے دن بہ دن تنزل کی طرف جا رہے ہیں اور آیا تنی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے کہ نہ صرف یہود و نصاریٰ بلکہ ہندو بھی مسلمانوں کو پیٹ رہے ہیں۔ آخر یہ کیوں ہوا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ برادران اسلام نے قرآنی آیات اور احادیث سے غلط نتائج نکال کر دوسری قوموں کے رسم و رسم اور عقائد کو اسلام میں داخل کر لیا۔ مثلاً ہندو عورتوں کے گھونگٹ کی رسم کے ماتحت مسلم خواتین کو اپنے چہرے باہر ڈھانک کر دکھنا سکھا دیا۔ اور یہودیوں کے رواج کے ماتحت مسلم خواتین کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور عیسائیوں کے مندرجہ ذیل عقائد کو اختیار کر لیا۔

حضرت عیسےٰ کے متعلق عام عیسائیوں کے عقائد	حضرت عیسےٰ کے متعلق عام مسلمانوں کے عقائد
(۱) حضرت عیسےٰ کی والدہ مکرمہ تمام عمر کنواری رہیں	(۱) حضرت عیسےٰ کی والدہ مکرمہ تمام عمر کنواری رہیں۔

Marfat.com

(۲) حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے
(۳) حضرت عیسیٰؑ اللہ کا بیٹا تھے
(۴) حضرت عیسیٰؑ خدا تھے۔
(۵) حضرت عیسیٰؑ نے جسمانی مردے زندہ کئے
(۶) حضرت عیسیٰؑ خالق تھے
(۷) حضرت عیسیٰؑ کو غیب کا علم تھا۔
(۸) حضرت عیسیٰؑ زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے۔
(۹) حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے
(۱۰) حضرت عیسیٰؑ دنیا کے آخری مصلح ہوں گے۔

(۲) حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے
(۳) حضرت عیسیٰؑ اللہ کا معجزہ تھے۔
(۴) حضرت عیسیٰؑ روح اللہ تھے۔
(۵) حضرت عیسیٰؑ نے جسمانی مردے زندہ کئے
(۶) حضرت عیسیٰؑ نے چمگادڑ اور دیگر پرندے بنائے۔
(۷) حضرت عیسیٰؑ کو علم غیب تھا۔
(۸) حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔
(۹) حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے
(۱۰) حضرت عیسیٰؑ دنیا کے آخری مصلح ہوں گے۔

مذکورہ بالا عقائد[۱] کی بنیاد عیسائیوں نے اپنی مقدس کتاب انجیل پر رکھی ہوئی ہے جس کی نسبت اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب نہ صرف محرّف بلکہ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں لہٰذا یہ قابل اعتبار نہیں مگر دوسری طرف خود اپنے انہی عقائد کی بنیاد بھی قرآن کریم پر رکھتے ہیں حالانکہ یہ محرّف نہیں کیونکہ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے عقائد رکھنے والے

۱؎ حقیقتاً یہ عقائد عیسائیوں میں اشاعت اسلام کی راہ میں بڑی سخت رکاوٹ کا باعث ہیں۔ چنانچہ ایسے عقائد رکھنے والے مسلمان عیسائیوں میں کوئی تبلیغ نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ عیسائی دلائل سے ان پر غالب آجاتے ہیں۔

Marfat.com

عیسائی جو کئی صدیوں سے مسلمانوں سے پہلے چلے آ رہے ہیں۔ کیونکر جھوٹے ہو سکتے ہیں اور انجیل کیونکر محرف ہو سکتی ہے۔ جبکہ اہل اسلام بھی حضرت مریم اور حضرت مسیح کے متعلق وہی عقائد رکھتے ہیں جو عیسائیوں کے ہیں صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے عقائد کی نقل کی ہے* ورنہ محرّف اور غیر محرّف کتاب کی تعلیم ان عقائد کے متعلق کبھی بھی یکساں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ اعتراض کہ قرآن الہام ۱ نیکی کے ادنیٰ درجہ کے کاموں کا بلند درجہ کے کاموں کے برابر نہ ہوتا

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (التوبہ ع ۳) "کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اسی طرح ٹھہرایا ہے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے ہاں وہ برابر نہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (۹ آیت ۱۹) اس تشبیہہ سے اہل اسلام کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ نیکی کے ادنیٰ درجہ کے کام اعلیٰ درجہ کے کام کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ بلند مرتب کے کام کرنے سے ہی قوم میں زندگی کی روح پیدا ہوتی ہے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عموماً مسلمان وہ کام نہیں کرتے جن سے قوم ترقی کی راہ پا سکے

بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم

حقیقت خرافات میں کھو گئی ‏‏‏‏ یہ اُمت روایات میں کھو گئی

---

* چنانچہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ تم ضرور انکے راستوں پہ چلو گے جو تم سے پہلے تھے یعنی یہود۔ نصاریٰ۔ فارسی اور رومی لوگوں کے (بخاری)

Marfat.com

مسلمانوں میں فرقہ بندی کے وجوہات

مسلمانوں میں فرقہ بندی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُن میں بہت سی ذاتیں ہیں جن پہ وہ بڑا فخر کرتے ہیں مگر اسلام کی تعلیم سے قطعاً نا آشنا ہوتے ہیں۔ بقول اقبالؔ مرحوم

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں — کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلماں بھی ہو
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھکر شرمائیں یہود

دوسری وجہ مذہبی راہنماؤں کا فروعی اختلافات کی بنا پر کفر کے فتوے دیکر برادران اسلام کو کافر ٹھہرانا اور اُن کو آپس میں لڑانا اور اُن میں پھوٹ ڈالنا۔ بقول کسے :-

نئے جھگڑے نرالی کاوشیں ایجاد کرتے ہیں — مذہب کی آبرو اہل مذہب برباد کرتے ہیں
فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستاں میں چلی — آہ! ان مالیوں[1] نے باغ اُجاڑا تیرا

تیسری وجہ۔ فروعی مسائل میں ہمخیال نہ ہونے کیوجہ سے مسلمانوں کا نہ صرف ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھنا بلکہ آپس میں دشمنی رکھنا۔ بقول حالیؔ

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت — نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت — مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
ہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم — کہ دینِ خدا پہ ہنسے سارا عالم

---

[1] مالیوں سے مراد مولوی ہیں۔

Marfat.com

JAN. 1957

قوم مسلم کے لیے ہے سربلندی لازمی   ہوشمندی، اجتناب از فرقہ بندی لازمی

سنہ ۱۹۴۵ء کے اشتہار کی نقل

اشتہار واجب الاظہار

چونکہ اہل اسلام کی باہمی فرقہ بندی اور کفرسازی نے مسلمانوں کی قوت اتحاد کو ملیامیٹ کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں کسی بات میں بھی اتحاد نہیں پایا جاتا جو سراسر تنزل کا باعث ہے۔ لہٰذا میں اس فرقہ بندی سے بیزار ہو کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ نہ تو میں قادیانی اور نہ لاہوری اور نہ اہل حدیث اور نہ کسی ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جو کلمہ گو برادران اسلام کی تکفیر کر کے انہیں اسلام سے خارج سمجھتی ہو اور اللہ کے عطا کردہ نام (ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ) اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا (الحج ۱۰) کو چھوڑ کر کوئی الگ نام رکھتی ہو۔ اس لئے برادران اسلام سے التماس ہے کہ مسلمان ہی کہلائیں اور مسلمان ہی رہیں اور مسلمان ہی مریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقوے کا حق ہے اور تم نہ مرو مگر ایسی حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔

ملنے کا پتہ

شمس منزل مصری شاہ لاہور

در مطبع کوہ ابرہیم پریس لاہور باہتمام منیجر شیر محمد طبع کرا کر شمس الدین نے شائع کیا

Marfat.com

144

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (الزمر ع ۳)

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں
لوگوں کے لیئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۳۹ آیت ۲۷)

امثال القرآن و تشبیہات القرآن

جس میں قرآن حکیم کی وہ مثالیں اور تشبیہیں جو لوگوں کے سمجھانے کے لئے جا بجا کلام الٰہی میں بیان کی گئی ہیں۔ مختلف مقامات سے چن کر اور مضامین کے لحاظ سے عنوان قائم کر کے مع ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے یکجا جمع کی گئی ہیں تاکہ برادران اسلام اس سے فائدہ اٹھا کر نصیحت حاصل کریں۔

مرتبہ

پیرزادہ شمس الدین

مؤلف

(۱) بے پردگی کے نقصانات اور اسلامی پردہ کے نشانات (۲) قرآن کی آیتیں اور کام کی باتیں۔
(۳) ادعیۃ القرآن و ادعیۃ الرسول و ادعیۃ الحج (۴) ختم نبوت (۵) تعزیرات قرآن وغیرہ

بار اوّل ایک ہزار   جنوری ۱۹۵۶ء   قیمت فی جلد ایک روپیہ

Marfat.com